Regd. No. P. 67

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان
THE WEEKLY BADR QADIAN

جلد ۱۸ ٭ شمارہ ۴۸

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالکِ غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

ایڈیٹر:۔
محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:۔
خورشید احمد انور

۱۶ر رمضان المبارک سنہ ۱۳۸۹ھ ٭ ۲۷ر نبوت سنہ ۱۳۴۸ ہش ٭ ۲۷ر نومبر سنہ ۱۹۶۹ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۵ر نبوت (نومبر) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۲۰ر نبوت کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے حضور کی حرم محترم، حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت بھی بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

قادیان ۲۵ر نبوت۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو چند روز سے گلے میں خراش کی تکلیف ہے۔ اسی طرح محترمہ بیگم صاحبہ اور عزیزہ صاحبزادی امۃ العلیم صاحبہ کو فلو کا اثر ہے۔ باقی سب بچے خیریت سے ہیں۔ احباب دُعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب افراد کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے ——— ٭ ——— عرصہ زیر اشاعت ہر دو مساجد میں نماز تراویح اور درس الحدیث کا سلسلہ جاری رہا۔ نماز ظہر تا عصر مسجد اقصیٰ میں درس نمبر پر محترم مولوی عبد القادر صاحب فاضل دہلوی نے سورۃ انعام سے سورۃ توبہ تک۔ تیسرے نمبر پر محترم مولوی محمد عمر علی صاحب نے سورہ یونس سے آخر سورہ ابراہیم تک درس دیا۔ اس کے بعد تیرھویں اور چودھویں روز سے مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری نے سورہ حجر سے آخر سورہ کہف تک کا درس مکمل کر لیا۔ اللہ سب احباب کو رمضان شریف کی برکات سے متمتع فرمائے آمین۔

جلسہ سالانہ کی عظمت و اہمیت کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات

اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے

میں دعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کیلئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور اُن کو اجرِ عظیم بخشے

قادیان میں جماعتِ احمدیہ کا ۷۸ واں جلسہ سالانہ بتاریخ ۱۸-۱۹-۲۰ر فتح ۱۳۴۸ ہش (دسمبر ۱۹۶۹ء) منعقد ہونا قرار پایا ہے جس میں اب صرف چند یوم باقی ہیں۔ احباب جماعت کو زیادہ سے زیادہ تعداد سے اس روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے سلسلہ کے دائمی مرکز قادیان دارالامان میں پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ جلسہ جو عظیم برکات اپنے اندر رکھتا ہے ان کے بارے میں مقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لائیں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدرِ ضرورت کے ساتھ لاویں۔ اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ ہرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر قدم پر ثواب دیتا ہے۔ اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں جاتی۔

اور مکرّر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں۔

بالآخر میں دُعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور اُن کو اجرِ عظیم بخشے اور اُن پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دے اور اُن کے ہم و غم دُور فرماوے اور اُن کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے۔ اور اُن کی مرادات کی راہ اُن پر کھول دے۔ اور روزِ آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ اُن کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل اور رحم ہے۔ اور تا اختتامِ سفر اُن کے بعد اُن کا خلیفہ ہو ———!!

اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکلکشا! یہ تمام دُعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطاء فرما، کہ ہر ایک قوت و طاقت تجھ ہی کو ہے ——— آمین ثم آمین۔"

(اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار "بدر" قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بدر بورڈ صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۷ نبوت ۱۳۴۸ ہش

حضور کا ایک اہم مطالبہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک خطبہ جمعہ جو حضور پُر نور نے بتاریخ ۱۲ تبوک (ستمبر) ارشاد فرمایا اخبار بدر مجریہ ۲۳/۳۰ اکتوبر میں شائع ہو کر احباب جماعت کے پاس پہنچ چکا ہے۔ یوں تو حضور انور کا ہر خطبہ اور ہر خطاب ہی جماعت کی رُوحانی غذا کا رنگ رکھتا ہے جس کے مطالعہ سے ہر فردِ جماعت اپنے اندر ایک نئی زندگی پاتا ہے۔ مگر اس خطبہ میں حضور نے احباب سے ایک نہایت اہم مطالبہ کا ذکر فرمایا۔ اور مطالبہ بھی ایسا جس کے مضمون کے متعلق خطبہ کے آغاز میں فرمایا:-

"میرے دِل میں یہ خواہش شدّت سے پیدا کی گئی ہے"

ظاہر ہے کہ جب امام عالی مقام کے دل میں کوئی خواہش شدّت سے پیدا ہوئی ہے تو یقیناً ایسی خواہش کا محرّک اللہ تعالیٰ ہی ہُوا کرتا ہے۔ اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنی برگزیدہ جماعت کو کسی امر پر عمل پیرا ہوتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے۔ تو اپنی خاص حکمت کے تحت اِلقائی رنگ میں امام جماعت کو اس کی طرف متوجّہ فرماتا ہے۔ اور اُس کے قلبِ مطہّر کے اندر اس کی خواہش شدّت سے پیدا کر دیتا ہے۔ وہ کیا خواہش ہے جو حضور کے دِل میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے جماعت کی رُوحانی تربیت کے لئے پیدا کی گئی اس بارے میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ وضاحت فرماتے ہیں کہ:-

"میرے دِل میں یہ خواہش شدّت سے پیدا کی گئی ہے کہ قرآن کریم کی سورت بقرہ کی ابتدائی سترہ آیتیں جن کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے ہر احمدی کو یاد ہونی چاہئیں اور اُن کے معانی بھی آنے چاہئیں۔ اور جس حد تک ممکن ہو اُن کی تفسیر بھی آنی چاہئے اور پھر ہمیشہ دماغ میں وہ مستحضر بھی رہنی چاہئیے" (بدر ۲۳/۳۰ اکتوبر ۶۹ء)

اس کے بعد حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ بڑے ہی پیار اور نہایت درجہ دلنشین انداز میں احباب جماعت سے مطالبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"مجھے آپ کی سعادت مندی اور جذبہ اخلاص اور اُس رحمت کو دیکھ کر جو ہر آن اللہ تعالیٰ آپ پر نازل کر رہا ہے اُمید ہے کہ آپ میری رُوح کی گہرائی سے پیدا ہونے والے اِس مطالبہ پر لبّیک کہتے ہوئے ان آیات کو زبانی یاد کرنے کا اہتمام کریں گے۔ مرد بھی یاد کریں گے عورتیں بھی یاد کریں گی۔ چھوٹے بڑے سب ان سترہ آیات کو ازبر کر لیں گے۔ پھر تین مہینے کے ایک وسیع منصوبہ پر عمل درآمد کرتے ہوئے ہم ہر ایک کے سامنے ان آیات کی تفسیر بھی لے آئیں گے۔" (ایضاً)

ہماری درخواست ہے کہ احباب کرام اس رُوح پرور خطبہ جمعہ کو چند بار بغور مطالعہ کریں۔ اگر ایک بار خطبہ جمعہ پڑھ کر سُنایا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں اُسے دوسری بار سُنایا جائے۔ پھر احباب اپنے گھروں میں اپنے اہل وعیال کو، پڑوسیوں کو تعلق داروں کو سُنائیں، پڑھائیں۔ اس کے بعد تعمیلِ ارشاد کی طرف متوجّہ ہوں۔ خود بھی ان سترہ آیات کو ازبر کریں اور اپنے اہل وعیال اور دیگر تعلق داروں کو بھی ایسا کرنے کی تلقین کریں۔ حضور کا یہ مطالبہ آسان بھی ہے اور اہم بھی۔ اس کا تمام تر فائدہ خود ہمارے اپنے نفوس کو پہنچنے والا ہے۔ حضور کا تو یہ احسان ہے کہ اس اہم ذمہ داری کی طرف احباب جماعت کی توجہ بڑے ہی مؤثر اور دلنشین طریق پر مبذول فرمائی۔ قرآن کریم کی یہ سترہ آیات جو بالکل آغازِ قرآن میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے رکھی ہیں اُن کا آغاز میں آنا ہی اُن کی اہمیت کی زبردست دلیل ہے۔ ایک مومن کی قیمتی متاع ایمان ہے۔ اس کی نگاہ میں اس کی بڑی قدر ہوتی ہے۔ ان آیات میں اس قیمتی متاع کی اہمیت اور اس کی حفاظت پر نہایت جامع طریق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

مامور من اللہ کی بعثت کے ذریعہ پاکیزہ دلوں میں خدا کی ذات پر حقیقی اور زندہ ایمان پیدا کیا جاتا ہے۔ اس نعمت سے بہرہ اندوز ہونے والے مومن کہلاتے ہیں اور جو لوگ اپنی ہی بعض کمزوریوں اور خامیوں کے سبب اس نعمت سے بے نصیب اور محروم رہ کر انکار پر اصرار کرنے لگتے ہیں وہ منکر اور کافر کے نام سے متعارف ہو جاتے ہیں۔ یہ دوسرا گروہ چونکہ صاف صاف مخالفانہ روش اختیار کر لیتا ہے اس لئے ایمان داروں کے لئے گو اس کا وجود بھی خاص امتحانات کا مُوجب بن جاتا ہے۔ لیکن ایک تیسرا گروہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ اور وہ ہے منافقوں کا گروہ جو بظاہر مومنوں کی ہاں میں ہاں ملاتا اور انہی کی جماعت کا فرد کہلاتا ہے۔ لیکن اندر سے اس کا دِل پُورے طور پر صاف نہیں ہوتا اور وہ اپنی چالاکی سے جو چالیں چلتا ہے بڑی ہی خطرناک ہوتی ہیں۔ اس کی چالوں کا سیدھا نشانہ مومن کی قیمتی متاع یعنی ایمان ہوتا ہے۔ وہ بسا اوقات خیر خواہ کے لبادہ میں آتا اور دِلوں میں مامورِ وقت اور اُس کے جانشینوں اور خلفاء کے بارے میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتا اور انہیں مقامِ اطاعت سے برگشتہ کرنے کے جتن کرتا ہے ـــــ جو شخص تو اس شیطانی گروہ کی کارستانیوں سے واقف و آگاہ ہوتا ہے وہ اُن کے دامِ تزویر میں پھنسنے سے بچا رہتا ہے۔ پس سُورت بقرہ کی اِن ابتدائی آیات میں اس اہم مضمون پر سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہُ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے اس خطبہ میں پُوری شرح وبسط کے ساتھ ان آیات کی وضاحت فرماتے ہوئے تینوں گروہوں کا ذِکر فرمایا ہے۔

خطبہ کے آخر میں سارے مضمون کا خلاصہ بیان فرماتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:-

"پس اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں ہر سہ جماعتوں کے متعلق ان کی خصُوصیات کیفیّات اور علامات کو ظاہر فرمایا ہے۔ مومنوں کے لئے غیر محدُود ترقیات کے دروازے کھولے۔ منکرینِ اسلام کے متعلق فرمایا کہ جب تک ان کی یہی کیفیت رہے گی یہ ایمان لانے کی سعادت سے محرومِ رہیں گے۔ انہیں اس وقت تک ایمان کی توفیق نہیں مل سکتی جب تک اپنی اس بُنیادی کمزوری کو دُور نہ کریں کہ اپنے ہاتھوں سے انہوں نے جو غلط فہم کی مُہریں اور پردے اپنے دِل، کان اور آنکھ پر ڈال لئے ہیں وہ ہٹا نہ دیں۔ جب تک اُن کی یہ حالت تبدیل نہیں ہوتی انہیں ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہے۔ اس سے ہمیں یہ بھی بتانا مقصود ہے کہ تم بھی دیکھو کہ وہ مُہریں کیسی ہیں۔ اُن کو کس طرح توڑا جا سکتا ہے۔ تاکہ ایمان سے محرُوم اپنے ان بھائیوں کی خدمت کر سکو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا کہ وہ پردے اس شکل کے ہیں۔ اس رنگ کے ہیں، اور ان اثرات کے حامل ہیں۔ لہذا تم ان پردوں کو ہٹا کر اپنے بھائیوں کو جو اس وقت ایمان کی دولت سے محرُوم ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ کے نشان دیکھنے اور ان پر ایمان لانے کے قابل بنا سکتے ہو۔

پھر اُس گروہ کا ذکر فرمایا جو مومن ہونے کا لیبل لگا کر مومن ہی کے رُوپ میں اُمتِ مسلمہ میں گھسے رہتے ہیں۔ اور اندر ہی اندر نفاق کا بیج بوتے ہوئے اُمت کے شیرازہ کو نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔ ان آیات کے علاوہ بھی قرآن کریم نے کئی دُوسری جگہ اس گروہ کی مختلف رُوحانی بیماریوں اور اس کی مفسدانہ کارروائیوں پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ لیکن یہاں ان آیات میں اس گروہ کے متعلق چند بنیادی علامات کو واضح کیا گیا ہے۔

جہاں تک ان بیماریوں اور ان فتنوں کا تعلق ہے ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جب بیماری کہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کا اس کی ذات کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ لیکن جب فتنہ کہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ساری جماعت کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ یوں دراصل اُن کی بیماریاں اور اُن کے فتنے ایک ہی تصویر کے دو رُخ ہیں۔ پس قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے منافق کی بیماریوں؛ اس کے فتنوں وغیرہ کے متعلق اور پھر اُن کا کس طرح اِزالہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے متعلق وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ کہ اگرچہ ان بیماریوں کا علاج اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے۔ لیکن چونکہ اس کے مومن بندے اس کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں اس لئے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہونے کی حیثیت میں ان بیماریوں کے علاج میں کوشاں رہتے ہیں۔ پس اِن آیات میں منافقین کی بنیادی کمزوریوں کو بیان فرمایا اُن سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ اسلئے یہ مضمون اس اعتبار سے بنیادی حیثیت کا حامل ہے کہ اس میں ان بیماریوں سے بچنے کی راہیں بتائی گئی ہیں۔

پس ہم میں سے ہر چھوٹے اور ہر بڑے اور ہر عورت اور ہر مرد کو یہ آیات زبانی یاد ہونی چاہئیں۔ تاکہ بوقتِ ضرورت ہم اس اعتماد پر پورے اُتر سکیں جیسے اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر ہم پر کیا ہے کہ جس طرح یہ لوگ مجھے دھوکہ نہیں دے سکتے۔ اسی طرح تمہیں بھی دھوکہ نہیں دے سکتے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر تو کچھ ہو ہی نہیں سکتا اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا کرے کہ ہم صحیح معنوں میں اس کے بندے بن جائیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے اس گروہ میں شامل کر دے جس گروہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بارش

(باقی دیکھیں صلا پر)

خطبہ جمعہ

حقیقی عبادت کا چھٹا تقاضا یہ ہے کہ ہماری ہر عادت اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہو

حقیقی عبادت کا ساتواں تقاضا یہ ہے کہ ہمارا اقتدار اور اثر و رسوخ بھی خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو!

نکما پن ایک مہلک عادت ہے، اور قومی ضیاع ہے۔ اس کی وجہ سے انسان قویٰ پوری طرح نشوونما حاصل نہیں کر سکتے

مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ کی نہایت پُرمعارف اور لطیف تفسیر

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۸ ر وفا ۱۳۴۸ ہش مطابق ۱۸ جولائی ۱۹۶۹ء بمقام مسجد احمدیہ کلڈنہ مری

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

پچھلے چند خطبات سے میں

اسلام کے اقتصادی نظام کے متعلق

سلسلہ وار ایک مضمون بیان کر رہا ہوں۔ میں بتا چکا ہوں کہ انسان اپنے پیدا کرنے والے رب کی عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور حقیقی اور خالص عبادت انسان سے گیارہ تقاضے کرتی ہے۔ جن کا ذکر قرآن کریم کی ایک آیت کے اس ٹکڑا میں بیان ہوا ہے کہ

مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ

(البینۃ ۹۸ : ۶)

دین کے گیارہ معنے یہاں چسپاں ہوتے ہیں۔ چونکہ خالص عبادت انسان کے ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھتی ہے اس لئے ان گیارہ کے گیارہ تقاضوں کا تعلق اسلام کے اقتصادی نظام سے بھی ہے۔

پانچ تقاضوں کے متعلق میں اس سے قبل بتا چکا ہوں۔

صحیح اور حقیقی عبادت کا چھٹا تقاضا

یہ ہے کہ عادت اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہو۔ کیونکہ "الدّین" کے معنے "العادۃ" کے بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر اس کی نشوونما کے لئے ایک قوت یہ بھی رکھی ہے کہ وہ اپنے اندر جسمانی اور روحانی مدارج کے حصول کے لئے عادتِ صحیحہ پیدا کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو یہ قوت عطا ہونا واقعی اس پر بڑا رحم ہے۔

روحانی لحاظ سے مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو مخلصین کی جماعت ملی تھی۔ جماعتِ احمدیہ میں داخل ہونے سے قبل انہیں خدا تعالیٰ اور اسلام کے لئے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے قیام کے لئے ایک آنہ خرچ کرنے کی بھی عادت نہیں تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کو

مالی قربانی دینے کی عادت

ڈالنی شروع کی۔ ابتداء میں بعض لوگوں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں ایک چونی دی۔ اور آپ نے ان کا نام اپنی کتاب میں لکھ دیا۔ چنانچہ اب قیامت تک ان کی وہ قربانی یاد رکھی جائے گی۔ شاید نئی نسل یہ پڑھ کر حیران ہو کہ اس سے زیادہ تو اطفال اپنے جیب خرچ میں سے بچا کر دے دیتے ہیں۔ اس لئے کیوں اُس وقت کی قربانی کو اتنی اہمیت دی گئی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتابوں میں اُن کا ذکر کر کے ان لوگوں کو ایک ابدی زندگی عطا کی۔ جس کے نتیجہ میں قیامت تک ان کی نسلیں ان کے لئے دعائیں کرتی اور ان پر درود بھیجتی رہیں گی۔ دراصل یہ اہمیت اس لئے دی گئی کہ ان لوگوں کو اللہ کی راہ میں ایک دھیلا خرچ کرنے کی بھی عادت نہیں تھی۔ ان کے لئے تو چونی بھی بڑی چیز تھا۔ اور پھر یہی لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد زندگی دی۔ اور جن کے لئے ان کی صحیح تربیت کے نتیجہ میں صحیح عادتیں پیدا ہو جانے کی وجہ سے رفعتوں کا حصول بڑا آسان ہو گیا تھا۔ انہوں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانیوں پر قربانیاں دیں مگر خدا تعالیٰ اور اس کے بندے پر احسان نہیں جتایا۔ بلکہ اُسے اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم فضل سمجھا۔

غرض انسان کی صحیح نشوونما کے لئے

عادت ایک بڑی ضروری چیز ہے

پہلوان جب ڈنڈ پیلتے ہیں تو وہ اپنے شاگردوں کو کہتے ہیں کہ پہلے پانچ ڈنڈ نکالو اور پھر دس بیس دفعہ۔ غرض جوں جوں جسم کو ان کی عادت پڑتی جاتی ہے توں توں ڈنڈ پیلنے کی تعداد بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اس سے ہمیں یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ کسی موقعہ پر بھی یہ نہ سمجھ لینا کہ اس وقت تمہاری قوتوں کی جو حالت ہے وہ اس کا کمال ہے

اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا ہے

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ۔

(البینۃ ۹۸ : ۶)

کہ تم میں ہر عادت جو پیدا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے ماتحت ہو۔ فرمانِ الٰہی کے ماتحت ہو۔ انسان کو بحیثیت انسان مختلف قسم کی جو قوتیں اور قابلیتیں عطا کی گئی ہیں اس کی عادت ان کی نشوونما میں ممد ہوں انہیں ہلاکت کی طرف لے جانے والی نہ ہوں۔ انسان کو نیکی اور بدی کی اجازت و اختیار کے نتیجہ میں اس کے اندر اچھی اور بری ہر دو قسم کی عادتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بری عادات سے بچنا اور نیک عادات پیدا کرنا حقیقی اور سچی عبادت کے لئے ضروری ہے۔

ایک بہت بُری عادت

جیسے بعض مخفی ایسوسی ایشنز (Associations) نے بعض اوقات میں بعض جگہوں پر جان بوجھ کر ان لوگوں کو تباہ کرنے کے لئے جن کو وہ اپنا مخالف سمجھتی تھیں یا جن کو تباہ کرنے میں وہ اپنا فائدہ دیکھتی تھیں اس قسم کی عادت پیدا کرنے کے لئے کوشش کی ہے یہ نکما پن کی عادت تھی۔ میرے نزدیک

نکمے پن کی تعریف یہ ہے

معرفتِ حق

منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

وہ دیں ہی کیا ہے جس میں خدا سے نشاں نہ ہو
تائیدِ حق نہ ہو مددِ آسماں نہ ہو
مذہب بھی ایک کھیل ہے جب تک یقیں نہیں
جو نور سے تہی ہے خدا سے وہ دیں نہیں
دینِ خدا وہی ہے جو دریائے نور ہے
جو اس سے دور ہے وہ خدا سے بھی دور ہے
دینِ خدا وہی ہے جو ہے وہ خدا نما
کس کام کا وہ دیں جو نہ ہووے گرہ کشا
جن کا یہ دیں نہیں ہے نہیں ان میں کچھ بھی دم
دنیا سے آگے ایک بھی چلتا نہیں قدم
وہ لوگ جو کہ معرفتِ حق میں خام ہیں
بُت ترک کر کے پھر بھی بتوں کے غلام ہیں

(درِّثمین اردو)

کہ انسان کے قوٰی پر اتنا بوجھ نہ ڈالنا جتنا بوجھ وہ اپنی نشوونما کے اس مخصوص دَور میں برداشت کرسکتا ہے۔ یہ بوجھ بتدریج بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ ممکن ہے بعض قسم کے بوجھ آخری عمر میں گھٹتے ہی چلے جائیں۔ لیکن بہرحال جسمانی طور پر (روحانی طور پر تو وہ نہیں گھٹتے) نشوونما کے ابتدائی دَور میں یہ بوجھ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ لیکن کسی کا اپنی قوّت اور قابلیت پر اتنا بوجھ نہ ڈالنا جتنا وہ نشوونما کے اس دَور میں یا اس مخصوص وقت میں برداشت کرسکتا تھا۔ یہ نکمّا پن ہے۔ بوجھ کا ایک حصّہ وقت سے تعلق رکھتا ہے۔ کہ اتنا وقت کام کرو۔ اب یہ تو درست ہے کہ ہر آدمی کے کام کی نوعیت مختلف ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے لئے اس کو ایک طاقت دی ہے۔ پس جتنا زیادہ سے زیادہ بوجھ وہ برداشت کرسکتا ہو (اپنے وہم کے نتیجہ میں نہیں) بلکہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت کے نتیجہ میں اتنا وقت اپنے کام میں خرچ کرنا چاہیئے۔ اگر وہ اتنا وقت خرچ نہیں کرے گا تو وہ اس کام میں زیادہ قوت لگا نہیں سکے گا۔ دنیا کے کاموں میں تو شاید ہم ٹھہر جائیں۔ لیکن روحانی طور پر تو اوقات بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں۔ انسان کسی اور رنگ میں کسی اور طرف سے کچھ بچاتا ہے اور ادھر دے دیتا ہے۔

پس

نکمّا پن ایک نہایت ہی مہلک چیز ہے

یہ عادت روحانی لحاظ سے بھی اخلاقی لحاظ سے بھی اور (ہم چونکہ اس وقت اقتصادیات کی بات کر رہے ہیں اس لئے) اقتصادی لحاظ سے بھی بڑی ہی مہلک ہے۔ فرض کریں ہم نے کسی چیز کی پیداوار معلوم کرنے کے لئے سال یونٹ مقرر کیا ہے۔ اس اعتبار سے کسی فرد یا خاندان یا ملک کی سال کی مجموعی پیداوار اس کی دولت متصوّر ہوگی۔ یہ کاغذ پر پرنٹ کئے ہوئے نوٹ (روپے) اصل دولت نہیں بلکہ کسی فرد یا کسی خاندان کی یا کسی ملک کی دولت وہ پیداوار ہے جو ایک سال کے اندر ہوتی ہے۔ اگر کسی ملک کے باشندے اپنے اوقاتِ کار میں سے ۲۰ فیصدی ضائع کر دیتے ہیں۔ بیکار بیٹھے گپیں ہانکتے رہتے ہیں۔ سنیما میں چلے جاتے ہیں۔ اور دُوسری قسم کے شوز (Shows) دیکھنے آگے جاتے رہتے ہیں۔ اور اپنے

اصل کام کی طرف کم توجّہ

نہیں دیتے تو اس ملک کی پیداوار سو کی بجائے اسّی رہ جاتی ہے۔ اس پر اگر وہ شور مچائیں کہ ہماری ساری ضرورتیں پوری کرو۔ تو ظاہر ہے کہ جب انہوں نے وہ چیز پُوری پیدا ہی نہیں کی تو کس طرح سب کی ضرورتیں پوری اور سب کے حقوق ادا ہوسکتے ہیں۔

اگر ایک طالب علم روزانہ بارہ گھنٹے پڑھنے کی بجائے صرف تین گھنٹے پڑھائی کرے اور باقی وقت ضائع کر دے۔ اگر فرض کریں ہمارے کالجوں میں ایک لاکھ طالب علم ہوں۔ تو اس طرح نکمّے پن کی وجہ سے روزانہ

تعلیم کے نو لاکھ گھنٹے ضائع ہوئے

یعنی انہوں نے اپنی پڑھائی کے اوقات میں سے ۷۵ فیصدی حصّہ نکمّے پن کی وجہ سے ضائع کر دیا۔ پس ایک ایسی قوم جس کے طالب علم اتنے کاہل ہوں وہ ایک ایسی قوم سے جس کے بچّے اپنے اوقات میں سے بمشکل ایک فیصدی وقت ضائع کرتے ہوں (کوئی نہ کوئی استثناء تو ہر جگہ ہوتا ہے) دنیوی اعتبار سے کیسے مقابلہ کر سکتی ہے۔

آکسفورڈ میں جو طالب علم کلاس کی پڑھائی کے علاوہ دس بارہ گھنٹے روزانہ پڑھتا تھا وہ پڑھائی میں بڑا اچھا طالب علم سمجھا جاتا تھا۔ اور جو طالب علم روزانہ اوسطاً سات آٹھ گھنٹے پڑھتا تھا اس کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ وہ درمیانے درجے کا طالب علم ہے جبکہ چار یا پانچ گھنٹے روزانہ پڑھائی کی اوسط بنانے والے طالب علم کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ بڑا آوارہ ہے۔ اس کو پڑھائی کی طرف توجہ نہیں۔ لیکن ہمارے ملک میں روزانہ چار یا پانچ گھنٹے کی اوسط سے پڑھنے والا ٹاپ (Top) کے سکالرز (Scholars) میں شمار ہوتا ہے۔

پس اگر معیار میں یہ فرق ہو تو اس محنتی قوم کے ساتھ ہمارے بچّے ان تمام اچھے ذہنوں کے باوجود جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کئے ہیں کیسے مقابلہ کرسکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نکمّے پن کی عادت بنیادی طور پر بڑی مہلک ہے اور

اقتصادیات پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے

پیداوار اور پیداوار کی تیاری اس سے شدید متاثر ہوتی ہے۔ مَیں نے طالب علم کی مثال دی ہے۔ اور وہ اقتصادی مثال ہی ہے کیونکہ وہ مستقبل کی پیداوار کی تیاری ہے اگر ہم (Technician) نہیں بنائیں گے۔ اگر ہمارے ہاں انجینئرز (Engineers) طالب علم نہیں ہوں گے۔ اگر ڈاکٹر نہیں ہوں گے۔ اگر وکیل نہیں ہوں گے۔ اگر پولی ٹیکنیکس میں پڑھنے والے نہیں ہونگے۔ اور جو ہوں گے وہ وقت ضائع کرنے والے ہوں گے تو ہماری پیداوار کیسے سو فیصد ہوگی۔

غرض یہ طالب علمی کا زمانہ اقتصادی پیداوار کی تیاری کا زمانہ ہے۔ یعنی اس نسل نے آگے جاکر اپنے فن، مہارت اور کوشش کے نتیجہ میں اقتصادی طور پر کچھ پیدا کرنا ہے۔ یا اُس نے مادی چیزیں پیدا کرنی ہیں جیسے کارخانوں میں کپڑے بنتے ہیں۔ یا اُس نے سروسز (Services) پیدا کرنی ہیں۔ جیسے ڈاکٹر کی سروس ہے۔ وکیل کی سروس ہے اقتصادی زبان میں ان سروسز کو کموڈی ٹی (Commodity) بھی کہا جاتا ہے۔ یہ سروسز اقتصادیات کا ایک باقاعدہ حصّہ ہیں۔ پس اقتصادی میدان میں بھی نکمّے پن کا پیدا نہ ہونے دینا ایک اہم اور بنیادی چیز ہے۔

اِس

نکمّے پن کی عادت کی اصل مُحرّک

اور سب سے بڑا سبب بعض تخریب پسند خفیہ انجمنیں ہیں۔ جس طرح انسان کی پیدائش کے وقت سے شیطان اس کے ساتھ لگا ہوا ہے اسی طرح یہ انجمنیں بھی ہزاروں سال سے تخریبی کام کرتی چلی آرہی ہیں۔ اس سلسلہ میں بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ مَیں صرف ایک مثال دے دیتا ہوں۔ وہ بھی پرانی ہے تاکہ کسی کو اپنی طرف خیال نہ چلا جائے۔

یہ ۱۸۲۲ء کی بات ہے۔ ایک خفیہ انجمن کے لیڈر نے جس کا نام Petit Tigre تھا، اپنے ایک ماتحت افسر کو جو کسی دُوسری جگہ خفیہ کام کر رہا تھا ایک ہدایت نامہ بھجوایا۔ اس ہدایت نامہ کا پہلا حصّہ میرے اس نکمّا پن کی مثال سے تعلق نہیں رکھتا۔ لیکن اس حصّہ کو بھی سُن لیں تو اچھا ہے۔ شاید یہ کسی وقت میرے بھی اور آپ کے بھی کام آجائے وہ لکھتا ہے:-

"It is essential to isolat the man from his family and cause him to lose his morals"

کہ دُنیا میں ہم جو شرارت اور تباہی مچانا چاہتے ہیں اور جو تخریبی کارروائی کرنا چاہتے ہیں اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان کو اس کے خاندانی بندھنوں سے آزاد کر دیا جائے اور اس کے اندر بداخلاقی پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ ایک تو یہ ہدایت تھی۔ دوسرے جہاں سے مَیں نے یہ اقتباس لیا ہے وہاں اس نے پہلے کچھ الفاظ چھوڑے ہوئے ہیں یعنی ڈاٹس (dots) ڈالے ہوئے ہیں۔ اور ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس خالی جگہ سے اس کی کیا مراد تھی۔ وہ لکھتا ہے۔

"He loves the long talks of the cage the idleness of the Shows....... teach him discreetly to tire of his daily work, and in this way.... after havind shown him how tire some all duties are inculcate in him the desire for another existence."

(Trail of the Serpent by Inquire with in Page 91 Published by Britons Publishing Co. North Devon 1936)

یعنی ایک تو اس کے اندر بداخلاقی پیدا کرو اور پھر ایسے حالات پیدا کرو کہ اس کے اندر یہ عادت پیدا ہوجائے کہ وہ ریسٹورنٹ میں بیٹھ کر یا کلب میں بیٹھ کر یا اپنے گھر کے ڈرائینگ رُوم میں بیٹھ کر (جگہ سے تو کوئی فرق نہیں پڑتا) چائے یا کافی (Coffee) کی ایک پیالی پر لمبی لمبی

گپیں مارنے کا عادی بن جائے

اس طرح جب وہ رات کو دیر سے سوئے گا تو صبح دیر سے اور تھکا ہُوا اُٹھے گا۔ جس کے نتیجہ میں اس کے قوٰی سو فیصدی صحیح اور نتیجہ خیز کام نہیں کرسکیں گے۔ اسی طرح اس کو سنیما، تھیٹر اور کئی قسم کے دُوسرے تماشے دیکھنے کی عادت ڈالو۔ اور بڑی ہوشیاری سے اُسے یہ بات ذہن نشین کرادو کہ یہ روز روز کی مزدُوری تو بڑی مصیبت ہے۔ ایک شخص جس نے سارے خاندان کو پالنا ہے اور قوم بنانی ہے اس کو یہ سکھایا جارہا ہے کہ دیکھو یہ محنت اور مزدوری تو ایک مصیبت ہے۔ ایک تباہی ہے جو

اقتصادی لحاظ سے اُمراء نے مچا رکھی ہے۔ اور اس طرح اس کے دماغ میں یہ ڈال دو کہ یہ جو ہم ایک سبز باغ دکھا رہے ہیں (کمیونزم یا اشتراکیت وغیرہ) اس Existence (زندگی) سے اس کو پیار ہونے لگ جائے کیونکہ یہ نظریہ زندگی ... ہر اس سے کہے گا کہ

کام کرنے کی ضرورت نہیں

بس ہر چیز مل جائے گی۔ ہر ضرورت پوری ہو جائے گی۔ امراء سے چھین چھان کر تمہاری ضرورتیں پوری کر دیں گے۔ حالانکہ نہ انہوں نے اس نظریہ پر عمل کیا ہے اور نہ عقلاً کر سکتے ہیں۔ لیکن جب کسی کو احمق بنانا ہو تو جس چیز سے کوئی دوسرا احمق بن جائے۔ احمق بنانے والا وہ چیز اس کے سامنے پیش کر دیتا ہے

میں یہ بتا رہا تھا کہ نکمے پن کی عادت ان بنیادی مہلک عادتوں میں سے ہے جو انسان کی زندگی کو ہر لحاظ سے تباہ کر دیتی ہے۔ اور اس عادت کا اقتصادیات پر بھی گہرا اثر پڑتا ہے۔ اگر کسی فرد یا خاندان یا قوم کو نکمّا بیٹھنے کی عادت ہے تو اس فرد کی، اس خاندان کی، اس قوم کی اقتصادی زندگی تباہ ہو جاتی ہے۔ نوجوان نسل کا نکمّا پن بھیانک اور بے آبرو مستقبل کا ضامن ہے۔

انگلستان میں اس وقت مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ کیونکہ میں نے اُوپر جو حوالہ پڑھا ہے وہ ۱۸۲۲ء کا ہے۔ جس سے یہ بات عیاں ہے کہ وہاں

خفیہ انجمنوں کی تخریبی کارروائیاں

بہت پہلے سے شروع ہیں۔ مجھے (قیام انگلستان کے دوران میں) اکثر مزدوروں نے بتایا کہ ہم سے یہ انگریز مزدور بڑے ناراض رہتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ تم اتنا کام کیوں کرتے ہو؟ ہماری طرح نکمّا پن کیوں اختیار نہیں کرتے؟ وہاں کے مزدوروں میں نکمّے پن کی عادت کا یہ حال ہے کہ اگر ایک مزدور اپنے نگران سے کہے کہ مجھے پیشاب آیا ہے تو اس کا نگران باوجود یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ بہانہ بنا رہا ہے۔ اسے روک نہیں سکتا۔ ورنہ انگلستان بھر میں ایک ہنگامہ بپا ہو جائے۔ اور لوگ بھڑوں کی طرح پیچھے پڑ جائیں کہ جی اتنا ظلم! پیشاب کرنے سے روکا گیا ہے۔ لیکن عملاً ہوتا یہ ہے کہ ایک مزدور کہتا ہے کہ میں نے پیشاب کرنے جانا ہے مگر وہ اخبار ہاتھ میں پکڑتا ہے۔ سگریٹ کی ایک ڈبیا جیب میں ڈالتا ہے اور پیشاب کرنے چلا جاتا ہے۔ اور ایک گھنٹہ تک اخبار پڑھ کر اور سگریٹ کی ڈبیا ختم کر کے آرام سے باہر نکل آتا ہے۔ کوئی بھی اُسے کچھ کہہ نہیں سکتا۔ ورنہ لیبر یونین یا ٹریڈ یونین والے آنا فاناً اس کے پیچھے پڑ جائیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ان کی حالت اقتصادی اور اخلاقی ہر دو لحاظ سے (یہاں دونوں کا ذکر ہو چکا ہے) اتنی گر گئی ہے کہ وہاں کے بعض عقلمند لوگ یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ اگر اس کی اصلاح نہ کی گئی تو ہم تباہی کے گڑھے میں گر جائیں گے۔ ویسے اس لحاظ سے وہ قابلِ رحم بھی ہیں کہ وہ ان بیماریوں میں خود مبتلا نہیں ہوئے بلکہ خفیہ انجمنوں نے بڑی کوشش سے بڑی ہوشیاری انہیں ان بیماریوں میں مبتلا کیا ہے۔

نکمّے پن کی عادت کی وجہ سے

ایک اور بنیادی خرابی

جنم لیتی ہے۔ اور وہ سفارش ہے۔ مثلاً ایک طالب علم دورانِ سال محنت نہیں کرتا۔ امتحان قریب آتا ہے تو اُسے فکر ہوتی ہے میں پاس نہیں ہو سکوں گا۔ چنانچہ جب وہ امتحان کے ہال میں جاتا ہے تو بعض دفعہ چاقو سے سفارش کرواتا ہے۔ ایک دفعہ پنجاب یونیورسٹی کے ایک سینٹر میں جو صاحب امتحان لینے گئے انہوں نے پہلے ہی دن یہ نظارہ دیکھا کہ ہر لڑکے نے ساڑھے پانچ انچ بلیڈ کا سپرنگ والا چاقو کھول کر اپنے اپنے ڈیسک پر رکھ لیا۔ اور آرام سے ایک دوسرے سے پوچھ کر اور کتابیں نکال کر پرچہ حل کرنا شروع کر دیا بیچارے امتحان لینے والے کا بُرا حال ہو گیا۔ وہ ڈر کے مارے کچھ کہہ ہی نہیں سکتا تھا۔ اس نے یونیورسٹی کو رپورٹ کی۔ وہ سنٹر بند ہوا۔ پھر یونیورسٹی نے ہمارے کالج کو لکھا (جس سے ہمیں اصل واقعہ کا علم ہوا) کہ آپ اپنے کالج سٹاف میں سے کوئی ایسا ممبر دیں جو وہاں جا کر دلیری سے امتحان لے۔ یہ تو چاقو کی سفارش تھی۔ پھر پیسے کی سفارش اور اثر و رسوخ کی سفارش الگ ہے۔

آخر سفارش کی ضرورت کیوں پڑی؟

سفارش کی ضرورت اس لئے پڑی کہ سفارش کروانے والے مثلاً طالب علم نے اپنی زندگی کے ایک دَور میں (جو ہماری مثال میں اس کا امتحان سے پہلے سال دو سال کا دَور ہے) اپنے اوقات کو صحیح طور پر خرچ کرنے کی بجائے گپیں ہانکنے۔ یونہی بیکار ہوائی قلعے تعمیر کرنے۔ سوئے رہنے اور اسی طرح کی نکمّا پن کی دوسری عادتوں میں اپنا وقت ضائع کر دیا۔ جب امتحان قریب آیا اس کو فکر پیدا ہوئی۔ فیل ہو گیا تو بدنامی ہوگی۔ سال مارا جائے گا۔ اس کو یہ بھی نظر آ رہا ہوتا ہے کہ شاید سفارش پر اس کو نوکری بھی مل جائے۔ اگر پاس نہ ہوا تو کوئی اور آدمی سفارش کروا کر وہ جگہ لے جائے گا۔ چنانچہ وہ سفارش کروا کر پاس ہونے کی کوشش کرتا ہے ——— دراصل

اس نکمّے پن کی وجہ سے

انسان کے قُویٰ صحیح اور پُورے طور پر نشوونما حاصل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان کے اُوپر وہ زیادہ سے زیادہ بوجھ نہیں پڑا جس کے اٹھانے کے لئے اس نے تدریجی طور پر خود کو قابل بنا لینا تھا مزید بوجھ اٹھانے کا۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق جس میں تدریج کارفرما ہوتی ہے اپنے مقام اور وقت کے لحاظ سے اور تربیت کے لحاظ سے اور حاصل کردہ نشوونما کے لحاظ سے جتنا بوجھ اٹھا سکتا تھا اٹھاتا تو سفارش کی ضرورت بھی نہ پڑتی اور قوم کو ایک ذہن کے ضائع ہونے کا نقصان بھی نہ ہوتا۔

سفارشوں سے حصولِ مال کی کوشش بھی نکمّے پن کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قوت عطا کی ہے اور ساتھ ہمیں تسلّی بھی دی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو قوت تو اتنی دی کہ وہ صرف پانچ افراد کا پیٹ بھر سکے۔ یا کپڑے وغیرہ کا انتظام کر سکے۔ اور ان کی دوسری اقتصادی ضروریات کا کما حقہٗ خیال رکھ سکے لیکن عملاً اس کا خاندان دس افراد پر مشتمل ہوتا ہے تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو تسلی دیتا ہے کہ میں صرف رحیم ہی نہیں بلکہ رحمان بھی ہوں۔ تم اپنی طرف سے پُوری کوشش کرو۔ اپنی طاقت اور قوت کو خرچ کرو۔ تمہیں اس کا بدلہ مل جائے گا۔ اس طرح خدا کی صفت رحیمیت کے ماتحت پانچ افراد کا تو گزارا ہو گیا باقی پانچ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اُسے تسلی دی کہ میری صفت رحمان بھی ہے۔ میں نے ان کا انتظام کیا ہوا ہے۔ میں نے اُن کے حصّہ کا مال کسی اور کو دیا ہوا ہے۔ اور اس کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ تمہارے باقی ماندہ افراد کے حق کو تمہارے تک پہنچائے۔ تاکہ تمہارے حقوق پُورے ہوں۔ لیکن جو شخص نکمّا رہتا ہے اس کی قوتیں اپنے نشوونما کے کمال تک نہیں پہنچ سکتیں۔ ایک بیمار پھل کی طرح اس کی نشوونما بھی داغدار ہو گی۔ اس کی شخصیت کی اس کے نفس کی کما حقہٗ نشوونما نہیں ہو سکے گی۔ اور اس طرح انسان کا مقصدِ حیات پُورا نہیں ہو سکے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے بندے میں اپنی صفات کا ظل دیکھنا چاہتا ہے۔ یہی اس کی پیدائش کی غرض ہے اور

عبادتِ الٰہی کا مقصد بھی یہی ہے

کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حُسن میں رنگین ہو جائے اور اس کے احسان کے جلوے اس کے نفس سے پھوٹنے شروع ہو جائیں۔ یہ عبادت کا ایک طبعی نتیجہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسی غرض کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس سے نہ صرف خود انسان کو فائدہ ہوتا ہے بلکہ دنیا کو بھی فائدہ پہنچتا ہے لیکن ایک شخص جسے مثلاً اللہ تعالیٰ نے ترقی کرنے کی سو اکائیاں عطا کی ہوں مگر وہ اپنے نکمّے پن کی وجہ سے اُن میں سے پچاس کو ضائع کر دے تو وہ اس سیب کی طرح ہے جس کا آدھا حصّہ گلا سڑا ہوا ہوتا ہے یا اس کی حالت اس آم کی سی ہے جس کی ایک طرف کیڑا لگ جاتا ہے۔ اور دوسری طرف سے قابلِ استعمال بھی ہوتا ہے۔ یا ایک ایسی سیڑھی کی طرح ہے جو درمیان میں سے ٹوٹ گئی ہو۔ یا اس کی مثال ایسے پرندے کی ہے جس کے اُڑان پروں (پرندوں کے جو پَر ہوتے ہیں اُن کے بعض حصّے پرندے کو اُڑنے میں مدد دیتے ہیں اور بعض اس کے balance (توازن) کو قائم رکھنے میں مدد دیتے ہیں) میں سے دو چار پَر گر گئے ہوں اور وہ اتنی پرواز کے قابل نہ رہا ہو جتنی پرواز کی طاقت اللہ تعالیٰ نے اُسے عطا کر رکھی ہے۔ ہم نے بعض دفعہ شکار کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ اگر کسی مرغابی کے پَر کا اگلا حصّہ معمولی سا بھی زخمی ہو جائے تو وہ اپنی ڈار کے ساتھ اُڑ نہیں سکتی۔ جو جانور اپنی ڈار کے ساتھ اُڑ نہیں سکتا اس کے متعلق آپ سمجھ سکتے ہیں کہ پھر وہ منافقوں کی ڈار کے ساتھ مل جاتی ہے۔ منافق کے اندر بھی پہلے تھوڑی سی کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ پھر گلے شکوے پیدا ہوتے ہیں جن کی ذمہ داری دراصل خود اس پر عائد ہوتی ہے پھر وہ ایسی تکلیف محسوس کرتا ہے جو حقیقتہً کسی اور کی پیدا کردہ نہیں ہوتی۔

بہرحال اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا اور ہمیں قابلیتیں اور طاقتیں عطا کیں اور ہمیں حکم دیا کہ

تم اپنی قابلیتوں کی زیادہ سے زیادہ نشوونما کرو

اور ساتھ یہ تسلّی بھی دی کہ ... اور قابلیتوں کی نشوونما کو کمال تک پہنچانے کے سامان بھی پیدا کر دیئے ہیں۔ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کی دین یا عطا کو ضائع کر دیتا ہے مثلاً ... کسی ... مشغلوں کو بڑا محبوب بنا ... وہ اپنی

اس طاقت کو عیاشی اور مختلف نشوں کی وجہ سے ضائع کر دیتا ہے۔ تو وہ اپنے کمال کو پہنچ نہیں سکتا۔ مختلف قسم کے نشے انسان کی جسمانی اور ذہنی طاقتوں کو مضمحل اور اس کی اخلاقی اور روحانی طاقتوں کو تباہ کر دیتے ہیں۔ پھر ایسا انسان ان رفعتوں تک پہنچ نہیں سکتا جن رفعتوں تک پہنچنا اللہ تعالیٰ اس سے چاہتا تھا۔ اور جن رفعتوں تک پہنچنے کو اللہ تعالیٰ پیار کی نگاہ سے دیکھتا اور اپنی محبت سے نوازتا۔ مگر جس شخص نے اپنے رب کی معرفت کو حاصل کیا۔ جس نے اپنے نفس کو پہچانا جو علے وجہ البصیرت اس حقیقت پر قائم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے نہایت ہی اعلیٰ اور ارفع درجہ کے قرب کے حصول کے لئے پیدا کیا ہے۔ مگر پھر وہ اپنی غفلت، کوتاہی اور نکمے پن کی وجہ سے اس مقام کو حاصل نہیں کر سکا۔ اس سے بڑھ کر اور دوزخ کیا ہو گی جس میں وہ اس احساس کی وجہ سے جلتا رہتا ہے کہ میں نے تو اپنے رب کی محبت اور پیار کو حاصل کرنا تھا۔ مگر میں اپنے گناہوں کی وجہ سے اُسے حاصل نہیں کر سکا۔

بہر حال دنیا کے مختلف ملکوں، مختلف خطوں اور مختلف خاندانوں میں گندی عادتیں اس قدر وسعت سے پیدا ہو چکی ہیں کہ اگر میں ان کو گنوانا شروع کر دوں تو تو شاید اُن کی ضخیم کتابیں بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اصولی طور پر

تمہاری ہر عادت میرے حکم اور فرمان کے ماتحت ہونی چاہیئے

تمہاری ہر عادت کو تمہاری قوتوں اور استعدادوں کی نشو ونما میں ممد ہونا چاہیئے۔ کیونکہ میں نے ان کی کما حقہٗ نشو ونما کے لئے سامان پیدا کر دئے ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے مالی قربانی کی عادت ہوتی ہے۔ وقت کی قربانی کی عادت ہوتی ہے۔ بہت سے تہجد پڑھنے والے ایسے بھی ہوتے ہیں جنہوں نے ابتداء میں ہفتہ میں ایک بار پندرہ منٹ کے لئے اٹھنا شروع کیا۔ پھر ہفتہ میں دو بار پندرہ منٹ کے لئے اٹھنا شروع کیا پھر پندرہ منٹ کے لئے سارا ہفتہ اٹھتے رہے۔ پھر پندرہ منٹ سے ہوتے ہوتے آدھا گھنٹہ اور پھر ڈیڑھ گھنٹہ تک اٹھنے کی توفیق ملی۔ اور اس طرح عادت زیادہ سے زیادہ پختہ ہوتی گئی۔ جیسا کہ میں نے شروع میں بتایا ہے کہ انسان کو اپنے اندر ایک نمایاں [illegible] کی قابلیت کی توفیق [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] نعمت ہے۔ [illegible] مسیح موعود علیہ السلام نے [illegible]

ایک جگہ فرمایا ہے کہ مبتدی کے لئے روحانی ارتقاء کے دور میں

ایک عظیم مجاہدہ کرنا پڑتا ہے

وہ بڑی کوشش سے اپنے نفس پر زور ڈال کر اور قربانی دے کر خدا تعالیٰ کے لئے کام کر رہا ہوتا ہے۔ بعد میں اس پر ایک ایسا وقت بھی آتا ہے کہ اس کی عادتیں پختہ ہو کر اتنی ترقی کر جاتی ہیں کہ وہ بغیر کسی احساس کے قربانی دیتا ہے حتیٰ کہ اس کے CONSCIOUS-MIND میں بھی نہیں ہوتا کہ میں خدا تعالیٰ کے لئے کچھ کر رہا ہوں۔ چنانچہ وہ اس سے بھی آگے نکل جاتا ہے۔ اور پھر اپنی طاقت کے مطابق اور زیادہ بوجھ ڈالتا ہے تاکہ مزید ذمہ داریوں کے بجالانے کی عادت پڑے۔ ہم نے دیکھا کہ نئے احمدی شروع شروع میں کسی کے آوازے کسنے پر ہی گھبرا جاتے ہیں، پتہ نہیں کیا ہو جائے گا۔ اس معمولی سی مخالفت پر کہہ دیتے ہیں، یہ تو بڑی مصیبت پڑ گئی۔ لیکن پرانے احمدی ماشاء اللہ ۱۹۳۴ء کی آگ میں سے بھی نکل جاتے ہیں وہ ۱۹۵۳ء کی آگ میں سے بھی گزر جاتے ہیں۔ اُن کو اس مصیبت کا احساس تک نہیں ہوتا۔ بلکہ زبردست سے زبردست مخالفت کو بھی ہنستے ہوئے برداشت کر لیتے ہیں۔ اُن کی قوت برداشت کا تو یہ عالم ہے کہ ۴۷ء کی آگ میں سے بھی ہنستے ہوئے نکل آئے تھے۔ آخری دنوں میں مسجد مبارک کی دیواروں پر قریباً روزانہ ہی گولیاں آکر لگا کرتی تھیں۔ گرمیوں کے دن تھے۔ ہم اوپر بیٹھے قہقہے لگا رہے ہوتے تھے۔ کوئی پرواہ ہی نہیں ہوتی تھی کیونکہ قربانیاں دینے سے مخالف حالات کا مقابلہ کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ جب اس قسم کی عادت پیدا ہو جاتی ہے تو خدا تعالیٰ کہتا ہے اور آگے بڑھو۔ میرے اور قریب آجاؤ۔ لیکن بری عادت اس سے اُلٹ سمت میں چل رہی ہوتی ہے۔ یعنی وہ انسان کو خدا تعالیٰ سے دُور سے دُور تر لئے جا رہی ہوتی ہے۔ آج آدھ گھنٹہ ضائع کر دیا۔ ریسٹورنٹ میں بیٹھے گپیں لگاتے رہے پھر اور شوق پیدا ہوا۔ پہلے ہفتہ میں ایک دن ضائع کرتے تھے پھر دو دن اور پھر تین دن حتیٰ کہ سارا ہفتہ ہی ضائع کرنا شروع کر دیا۔ جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ اس کا نتیجہ بڑا ہی خطرناک نکلتا ہے۔ انسان کی قوتوں کی نشو ونما نہیں ہو پاتی۔ انسان خدا تعالیٰ کا پیار کھو دیتا ہے۔ دنیا کی عزت بھی چلی جاتی ہے۔ کیونکہ دنیا کی عزت تو اس شخص کو ملتی ہے جس کو خدا تعالیٰ عزت دینا چاہے۔ اور وہ اس کے احکام پر عمل پیرا ہونے سے ہی ممکن ہے۔

وقت کا ضیاع ایک قومی نقصان ہے

میں سمجھتا ہوں اگر سارے پاکستانی اپنی استعداد کے مطابق اقتصادی میدان میں اپنا پورا زور لگا دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارا معیار زندگی ایک سال کے اندر اندر دگنا تگنا نہ ہو جائے۔ پیداوار کے حصول میں محض ہاتھ یا پاؤں کا کام نہیں (بعض کام پاؤں سے بھی کئے جاتے ہیں) یا ہتھوڑے کا کام نہیں ہوتا بلکہ عقل کا بھی بڑا دخل ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص اپنی پوری توجہ (CONCENTRATION) سے ایک کام کر رہا ہے وہ ایک چیز کو آدھ گھنٹے میں تیار کر دیتا ہے لیکن اس کے ساتھ کام کرنے والا دوسرا مزدور اسی چیز کو ایک گھنٹے میں بھی تیار نہیں کر سکتا۔ پس توجہ بھی تو آخر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ایک عطا ہے ایک طاقت ہے۔ اگر یہ اور دوسری تمام طاقتیں اور قوتیں اس رنگ میں کام کرنے لگ جائیں جس رنگ میں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ کام کریں۔ تو ہماری اقتصادی حالت دگنی تگنی اچھی ہو جائے مگر ہم دوسروں کی نقلیں اتارنے کے لئے تو تیار ہو جاتے ہیں۔ اپنی ذمہ داریاں نبھانے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ میں عبادت کا چھٹا تقاضا یہ بتایا ہے کہ تمہاری ہر عادت اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے حکم کے تابع اور ہر بُرائی کے خلاف جنگ کرنے والی ہونی چاہیئے۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی تو پابندی کرتا ہوں لیکن میری عادتیں، میری خواہشات اور میری مرضی کے مطابق ہوں گی۔ تو ایسا شخص پورے طور پر متقی نہیں کہلا سکتا۔ نہ ہی وہ اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کر سکتا ہے حالانکہ عادت صحیحہ کی صورت میں وہ اپنی استعداد کے مطابق اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کر سکتا تھا۔

حقیقی عبادت کا ساتواں تقاضا

مخلصین لہ الدین میں یہ بیان ہوا ہے کہ جب تمہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی قسم کا کوئی اثر یا رسوخ حاصل ہو تو تمہارا یہ غلبہ، یہ طاقت، یہ اثر اور یہ رسوخ اور یہ راعی ہونا خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ کیونکہ الدین کے ایک معنے غلبہ و اقتدار کے بھی ہیں۔ جس طرح سامراجی (IMP-ERIALISTS) قومیں دنیا میں تباہی مچاتی رہی ہیں۔ دیکھنا کہیں تم بھی اس غلبہ و اقتدار کی صورت میں غیر اقوام کو اقتصادی طور پر لوٹنا شروع نہ کر دینا۔ بلکہ ایسی صورت میں تمہارے لئے یہ ضروری ہے کہ تم خدا تعالیٰ کی صفات میں رنگین ہو کر اقتصادی ذمہ داریوں کو نبھاؤ۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی ایک صفت رب العٰلمین ہے۔ تمہیں بھی جہاں جہاں اور جب جب تمہیں اثر و رسوخ حاصل ہو اس کے استعمال میں

ربوبیت عالمین کا تقاضا مدنظر رہنا چاہیئے

ایسا نہ ہو کہ تم عالمین کے کسی ایک حصّے کی ربوبیت اور دوسرے حصّہ کی ہلاکت کی تجاویز سوچنے لگ جاؤ۔ بلکہ اس عالمین کی ہر مخلوق کی ربوبیت کے لئے کام کرنے کی تجاویز سوچنا اور پھر عملاً اُن کے مطابق کام بجا کرنا تمہارا فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندرونی حسن کو اجاگر کرنے کے لئے اپنی صفت رحمان کا ظل بننے کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ کہ بیشک نہ کسی سے تمہارا کوئی تعلق ہے۔ نہ کسی کا تم پر کوئی احسان ہے۔ نہ کسی سے کسی قسم کے فائدہ کی تمہیں امید ہے۔ باہمہ اگر تم دیکھتے ہو کہ کسی کے بعض حقوق اُسے نہیں مل رہے تو تم اُسے وہ حقوق دلوانے یا خود دینے کی کوشش کرو۔ تمہارا یہ عمل دراصل رحمانیت کا ایک جلوہ ہے۔ کیونکہ جس کے حقوق ادا کرنے کی تم کوشش کر رہے ہو اس نے کوئی کام نہیں کیا کہ اُسے اُجرت دینی ہے۔ اس نے کوئی احسان نہیں کیا کہ اس کا بدلہ چکانا ہے۔

یہ مضمون فی ذاتہٖ بڑا وسیع ہے

کیونکہ ہر راعی کے ساتھ اس کا تعلق ہے جس طرح تاویں بے شمار ہیں اسی طرح راعی ہونا بھی ان گنت جہات سے ممکن ہے۔ عملاً اس دنیا میں کوئی کس کس رنگ میں راعی کو گن سکتا ہے سکول یا کالج کے لڑکے ہیں۔ اب سکول کے ہیڈ ماسٹر ہوں یا کالج کے پرنسپل۔ ان کا صرف یہی دیکھنا کام نہیں ہے کہ طلبہ کی پڑھائی ٹھیک ہو رہی ہے یا نہیں۔ بلکہ اُن کا فرض ہے کہ وہ یہ بھی دیکھیں کہ لڑکوں کی صحت، تندرستی کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے مثلاً غذا ہے، دوا ہے، یا وقت پر آرام پہنچانا ہے۔ ضرورت کے مطابق کپڑے مہیا کرنے ہیں کیونکہ یہ بھی صحت پر اثر ڈالتے ہیں۔ انہیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ آیا یہ ساری چیزیں اُن کے پاس ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں ہیں تو وہ اُن کا انتظام کریں۔ کیونکہ ہمارے رب نے فرمایا ہے کہ میں ہر انسان کو قوتیں دینے کے بعد اُن کے نشو ونما کے کمال تک پہنچنے کے سامان پیدا کر چکا ہوں۔ اگر کسی کو وہ سامان میسّر نہیں آرہے تو وہ مظلوم ہے۔ اس مظلومیت سے اور اس ظلم سے چھڑانے کی کوشش کرنا ازبس ضروری ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم میری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکو گے جب تک کہ اقتدار یعنی راعی ہونے کی حیثیت میں تمہارے کام خالصتاً میرے لئے اور میرے

احکام سے بے ثبات نہیں ہوں گے۔ اگر تمہارے کام میرے لئے ہوں گے تو میری

میری عبادت کا حق ادا ہو جائے گا

تمہیں میرا پیار حاصل ہو جائے گا۔ تمہیں میری رضا کی جنتیں مل جائیں گی۔ پھر یہ دنیا وہ دنیا بن جائے گی جو میں بنانا چاہتا ہوں۔ لیکن اگر تم راعی بننے کے ساتھ اپنی مرضی چلاؤ گے۔ اگر تم راعی بننے کے بعد سمجھتے ہو کہ عبادت کی وجہ سے اُن ذمہ داریوں کی طرف توجہ نہ دو گے جن کی طرف تمہیں توجہ دینی چاہیئے تو پھر تم میرے غضب کو مول لینے والے بن جاؤ گے۔

اس حقیقت کا بھی ہمارے اقتصادی نظام سے بڑا تعلق ہے کیونکہ جب کوئی اس وقت تو یہ اسی پر اکتفا کرے اس کی طبیعت میں کچھ کمزوری کا احساس بھی ہے ابھی پہلے بتا چکا ہوں کہ قرآن کریم نے تدبیر یعنی منصوبہ بندی کی طرف شروع سے توجہ دلائی ہے اس سلسلہ میں یہ بات بڑی ضروری ہے کہ جو آدمی ذمہ داری کی جگہ پر ہوں (ذمہ داری کی جگہیں تو کہ وہ صرف اعلیٰ حکام ہی ذمہ داری کی جگہ پر نہیں ہوتے۔ ذمہ داری کے لحاظ سے ہر ایک شخص ذمہ دار ہے) اُن کا فرض ہے کہ وہ اپنے دائرہ کے اندر حالات سے واقفیت پیدا کریں۔ ہر وقت بیدار اور چوکس رہ کر اپنے ماحول میں بسنے والوں کی ضرورتوں اور حقوق کو معلوم کرنے کے بعد ان کو پورا کرنے کی حتی المقدور کوشش کریں لیکن اگر وہ ضرورتمند کی ضرورتوں کو پورا کرنے

حق دار کے حقوق کو ادا کرنے کا انتظام نہیں کر سکتے تو پھر ان کا یہ فرض ہے کہ وہ ان ضرورتوں اور حقوق کے متعلق اُس ہستی کی طرف رجوع کریں جس کا یہ کام ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اس دنیا میں اسلام کے اقتصادی نظام کو قائم کرے۔ مثلاً اخبار میں نکلا ہے یہاں ابھی تک گندم کی باتیں ہو رہی ہیں۔ مزدور پیٹ بھرنے کا مسئلہ حل طلب ہے لیکن وہ ملک جو ہمارے لحاظ سے آگے ہیں وہ گندم کی سرحدوں سے نکل کر دودھ کی چراگاہوں (dairy farms) میں داخل ہو چکے ہیں۔ ان کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ نہ صرف سکول میں جانے والے بچوں کے لئے بلکہ دوسرے تمام آدمیوں کو بھی دودھ ملنا چاہیئے ورنہ لوگوں کی صحت برقرار نہیں رہے گی۔ قرآن کریم نے گندم اور دودھ کی کوئی تمیز روا نہیں رکھی بلکہ

یہ کہا ہے کہ میں نے ہر فرد کی بدنی صحت اور تندرستی کا انتظام کیا ہے۔ ہر شخص کو اس کی عمر کے لحاظ سے پورے طور پر صحت مند اور توانا رکھنے کے لئے جس قسم کی غذا کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ ویسے عمر کے لحاظ سے غذائیں بدل جاتی ہیں۔ مثلاً ماں کی گود میں جو بچہ ہے وہ صرف ماں کے دودھ پر گذارہ کر سکتا ہے۔ اور یہ غذا اس کی عمر کے لحاظ سے بہترین غذا ہے جب اُسے ذرا ہوش آتا ہے ہاتھ نکال لیتا ہے ہاتھ پاؤں مارنے لگتا ہے تو اگر اس کے آس پاس کوئی کھانا کھا رہا ہو تو اس سے چھیننے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر وہ دوسری غذا کھانی شروع کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تمہاری صحت و تندرستی کو بہتر سے بہتر حالت میں رکھنے کے لئے ہر قسم کے سامان مہیا کر دیئے ہیں تمہیں وہ سامان ملنے چاہئیں۔

پھر وہ سرمایہ دارانہ یعنی اقتصادی نظاموں کی طرح اسلام صرف "bare necessities of living" یعنی ضرورتوں کا ہی خیال نہیں رکھتا بلکہ جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں

اسلام کا اقتصادی نظام یہ کہتا ہے کہ ہر شخص کو اچھی سے اچھی صحت کے میسر آنے اچھی سے اچھی حالت میں ذہن کو برقرار رکھنے، بہترین اخلاق کے حاصل کرنے اور روحانیت میں بلند سے بلند تر ہوتے چلے جانے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ پیدا کی گئی ہیں۔ اور وہ تمہیں ملنی چاہئیں تم ان کی تلاش کرو اور وہ لوگ جو کسی وجہ سے اپنے حقوق لے نہیں سکتے تم ان کے حقوق کو ادا کرو اور دلواؤ۔

اسلام نے کم سے کم پر آکر خاموشی اختیار نہیں کی بلکہ اسلام ہر قوت کو، ہر استعداد کو، ہر قابلیت کو اس کے کمال میں دیکھنا چاہتا ہے۔ اور جب سارے انسان بحیثیت مجموعی اپنی تمام قوتوں اور طاقتوں کے ساتھ اپنی نشوونما کے کمال کو پہنچ جاتے ہیں تو اسے کمالِ قربِ الٰہی کا نام دیتا ہے۔ ایک دنیادار شخص صرف دنیا کی طاقتوں کو استعمال کرتا ہے اس کو دنیا مل جاتی ہے لیکن قرآن کریم کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں صرف دنیوی طاقتیں ہی نہیں دیں بلکہ بےشمار جسمانی اور ذہنی اور اخلاقی اور روحانی قوتیں اور قابلیتیں بھی دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس

بات کو پسند کرتا ہوں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ تم ان قوتوں اور استعدادوں کو ان کے نشوونما کے کمال تک پہنچا کر میرا کامل قرب حاصل کرو یہی حقیقی عبادت کی اصل روح اور غرض ہے اور اس لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔

غرض ہم اس مضمون کے اس حصہ کو اس رنگ میں بھی بیان کر سکتے ہیں کہ

حقیقی عبادت کا یہ ساتواں تقاضا

دراصل اسلام کے اقتصادی نظام کا یہ حسن اور خصوصیت بخشتا ہے کہ جب ہر طاقتور اپنی طاقت کو اس رنگ میں خرچ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے۔ کیونکہ اسے اپنی طاقت کو اس رنگ میں خرچ کرنا مقصود ہوتا ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی قوتیں اپنی نشوونما کی انتہا تک پہنچ جائیں۔ لوگوں کے سارے حقوق ان کو مل جائیں اور ان کی ساری ضرورتیں پوری ہو جائیں۔

(روزنامہ الفضل مورخہ ۲۳ اخاء ۱۳۴۸ ہش)

رمضان المبارک کا مہینہ اپنی کوتاہیوں کو دور کرنیکا

ایک بہترین موقعہ ہے

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ جس میں ہم نوافل اور دعاؤں کے ذریعہ سے اپنی سال بھر کی کوتاہیوں اور خطاؤں کا ازالہ کر سکتے ہیں۔ یہی بابرکت مہینہ ہے جبکہ مخلصین جماعت صدقہ و خیرات اور مالی قربانیوں کا اعلیٰ نمونہ پیش کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب حاصل کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس مہینہ میں بے انتہا صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے اور آپ کا ہاتھ صدقہ و خیرات میں تیز ہوا کی طرح چلتا تھا۔ اس لئے احبابِ جماعت کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ جہاں اپنے دوسرے لازمی چندہ جات کی سو فی صدی ادائیگی کی کوشش کریں وہاں صاحبِ نصاب احباب ان ایام میں زکوٰۃ کے فریضہ کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ فرماویں۔

زکوٰۃ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ اور کوئی دوسرا چندہ اس کا قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ زکوٰۃ کی تمام رقوم مرکز میں بھجوائی جانی لازمی ہیں۔ تا امام یا خلیفۂ وقت کے حکم سے مرکز خود مستحقین میں تقسیم کرنے کا انتظام کرے۔ اس رقم کا اپنے طور پر تقسیم کرنا شرعاً منع ہے۔ البتہ اگر کوئی دوست اپنی زکوٰۃ کا کچھ حصہ اپنے غریب رشتہ داروں کو دینا چاہے تو اس کا طریق یہ ہے کہ مقامی جماعت کے توسط سے اس کی منظوری کا مطالبہ مرکز میں بذریعہ نظارت بیت المال پیش کیا جائے۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ تمام جماعت کی رقوم ایک جگہ اکٹھی ہونے کے بعد ایسے طریق سے تقسیم ہوں جس سے ساری جماعت کو کسی رنگ میں فائدہ ہو۔

جملہ سیکرٹریان مال کو خاص طور پر کوشش کرنی چاہیئے کہ جملہ صاحبِ نصاب احباب سے جلد زکوٰۃ کی رقوم وصول کر کے مرکز میں بھیجنی چاہئیں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

درخواست دعا

مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلغ جماعت احمدیہ یادگیر (میسور سٹیٹ) اپنی اور اپنے اہل و عیال کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے نیز علاقہ میں کماحقہ فریضہ تبلیغ بجا لانے کی توفیق پانے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

ایڈیٹر بدر

رپورٹ دورہ جنوبی ہند

جنوبی ہند کی جماعتوں کا جذبۂ ایثار و قربانی

رپورٹ مرتبہ مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حیرت انگیز اور ایمان افروز معجزات میں سے ایک اہم معجزہ ہے کہ آپ نے اپنی جماعت کے اندر اشاعت و ترقی اسلام کی خاطر قربانی کرنے کا بے پناہ جذبہ پیدا فرمایا ہے اور صدیوں سے خواب خرگوش میں سونے والی مسلمان قوم میں سے لوگ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی آغوش میں آئے ان کے قلوب کی گہرائیوں میں حضور کی تعلیمات کے نتیجہ میں یہ مادہ راسخ ہو گیا کہ

"میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی اصل غرض بھی یہی تھی کہ ہیچ (الذین یقیم الملة) اس غرض کو پورا کرنے کے لئے ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنی اس دونوں تائید و نصرت سے آپ کو ایسی جماعت دیتا۔ جو اپنا سب کچھ اشاعت اسلام کی خاطر قربانی کرنے کے ولولوں سے سرشار ہوتی ... ہر فرد اپنی ذاتی ضروریات کو پس پشت ڈال کر اسلام کی ضرورت کو مقدم کرتا چنانچہ آپ نے اپنی بیشمار تحریرات و تقاریر کے ذریعہ سے ہر احمدی کے دل میں ولولہ تازہ پیدا فرمایا۔ یہی ایک فرزند احمدیت کا طرۂ امتیاز ہے۔ اور یہی وہ جوش و جذبہ ہے جو اسے دوسرے تمام مسلمانوں سے متمیز کرتا ہے۔

میرے ایک غیر مسلم بزرگ دوست نے ایک موقعہ پر جماعت احمدیہ کے اخلاق و عادات اور دینداری کی تعریف کرتے ہوئے بڑا ہی جامع جملہ کہا تھا کہ

"آپ لوگ تو منتخب مسلمان ہیں"

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مسلمانوں میں سے وہ لوگ جنہوں نے مامور زمانہ کو شناخت کر لیا۔ اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو دل و جان سے تسلیم کر لیا ان کے عادات و خصائل نے اپنے دشمنوں سے بھی یہ اعتراف کرا لیا کہ ... لحاظ سے دوسرے مسلمان جماعت ... کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ دوسرے الفاظ میں اسے ہم یوں بھی ادا کر سکتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے ایک منتخب طبقہ جو ساری دنیا میں اسلام کی سربلندی کا خواہاں تھا وہ احمدی کہلایا۔ اور پھر اس نے اپنے غیر متناہی عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ اپنے اس دعویٰ میں صادق ہے۔

علامہ نیاز فتحپوری نے جس زمانہ میں اپنے مؤقر رسالہ "نگار" میں احمدیت کے حق میں بہت ہی زوردار نوٹ شائع فرمایا ہے تھے کسی غیر احمدی دوست نے یہ اعتراض کیا تھا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے ایک الگ جماعت بنا کر مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کر دیا ہے اس کی اطلاع نیاز صاحب نے خاکسار کو بھی دی تھی کہ اس قسم کا اعتراض آیا ہے میں نے ایک طویل خط میں جماعت احمدیہ کی خصوصیات تحریر کیں جن میں جماعت احمدیہ کے عظیم الشان مالی نظام اور جذبہ قربانی کا ذکر کرتے ہوئے بالخصوص نظام وصیت کا تحریر کیا کہ ہماری جماعت کا ہر فرد خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنے دل میں اشاعت اسلام کا بے پناہ جذبہ رکھتا ہے۔ اور مستقلاً اپنی آمد کا ایک حصہ مرکز کو ادا کرتا ہے بلکہ نظام وصیت کے تحت ہر شخص نہ صرف ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا ہے بلکہ اپنی جائداد کا بھی ۱/۱۰ حصہ مرکز کو دے دیتا ہے بلکہ بعض اس سے بھی زیادہ دیتے ہیں۔ گویا جماعت احمدیہ کے افراد عام قسم کے مسلمان نہیں بلکہ خاص قسم کے مسلمان ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ خاص اور عام میں امتیاز ہونا ہی چاہیئے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ ایک کنجڑا (سبزی فروش) ایک ہی سبزی کی کئی قسموں کو الگ الگ رکھتا ہے۔ تازہ اور بڑھیا قسم کی گوبھی کا ٹوکرا الگ ہوتا ہے۔ اور کمتر قسم کی گوبھی کا الگ۔ اسی طرح باسی گوبھی کا الگ۔ پھر جب ایک کنجڑے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی اچھی قسم کی سبزی کو ممتاز مقام دے تو جماعت احمدیہ کو یہ حق کیوں حاصل نہیں کہ وہ اپنی ایک امتیازی حیثیت اور انفرادیت کو قائم رکھے۔

سو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ وہ احکام اسلام پر عمل اور اشاعت اسلام کے لئے قربانی کے میدان میں سارے عالم اسلام سے ایک امتیازی حیثیت رکھتی ہے اور اس حیثیت کو دنیا کا کوئی بھی فرقہ چیلنج نہیں کر سکتا

مرکزی چندوں کی تدریجی بجٹ کے مطابق وصولی اور تحریک درویش فنڈ میں نقد چندوں کی وصولی اور وعدوں کے لئے مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ناظر بیت المال آمد اور خاکسار پر مشتمل ایک مرکزی وفد ۸ راکتوبر کو دارالامان سے روانہ ہو کر ۸ رکو دہلی پہنچا۔ اور احباب جماعت دہلی سے انفرادی ملاقاتیں کر کے چندوں کی وصولی کی۔

ہم اور وفد ۹ رکی شام کو مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ دہلی کی معیت میں دہلی میں گھانا کے سفارتخانہ کے ڈپٹی سیکرٹری جناب [illegible] احمدی سے ملاقات کے لئے ان کی کوٹھی پہنچا۔ وہ بڑی محبت اور تپاک سے ملے۔ ذکر کیا کہ گھانا کے سفارت خانہ میں وہ اکیلے احمدی مسلمان ہیں۔ باقی سب عملہ عیسائی ہے۔ ان سے ملاقات کر کے ہمارے دلوں میں ایک عجیب مسرت پیدا ہوئی۔ جب انہوں نے السلام علیکم کہہ کر ایک محبت بھری مسکراہٹ کے ساتھ ہمارا خیر مقدم کیا۔ تو ہندوستان اور مغربی افریقہ کے طویل فاصلے قربتوں میں بدل گئے۔ اور رنگ و نسل کے امتیازات یکسر ختم ہو گئے۔ ان کے ڈرائنگ روم میں بیٹھے جب ہم باتیں کر رہے تھے۔ تو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ ہم صدیوں سے ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ مسٹر [illegible] کا محبت اور عقیدت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور قادیان کا ذکر کرنا اور قادیان کی زیارت کی خواہش کرنا ہمارے لئے تسکین قلوب کا سامان تھا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت نے احمدیت کو پرواز بخشے۔ اور ستر سال کے عرصہ میں ہی احمدیت کا بیج دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں پھیل گیا۔

۱۰ رکی شام کو ہم دہلی سے روانہ ہو کر ۱۲ رکو حیدرآباد پہنچے۔ احباب جماعت نے اسٹیشن پر پرخلوص خیر مقدم کیا۔ مقامی جماعت نے اسی روز احمدیہ مسجد میں ایک جلسہ کا انتظام کر رکھا تھا۔ جسے مکرم چوہدری مبارک علی صاحب فاضل نے خطاب فرمایا۔ آپ نے مالی قربانیوں کے موضوع پر ایک مؤثر تقریر فرمائی۔ اور بقایا چندوں کی ادائیگی اور درویش فنڈ میں زائد دلی سے حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی۔ اس سلسلہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا درویش فنڈ سے متعلق تازہ پیغام بھی سنایا۔ خاکسار نے بھی نظام وصیت سے متعلق ایک مختصر سی تقریر کی۔

۱۴ رکو مقامی جماعت سے چندوں کی وصولی کا کام شروع کر دیا گیا۔ مکرم محمد احمد صاحب غوری سیکرٹری مال حیدرآباد نے بڑی محنت اور خلوص کے ساتھ حسابات تیار کر رکھے تھے۔ اور وہ متواتر ایک ہفتہ تک اپنے کام چھوڑ کر ہمارے ساتھ معاونت فرماتے رہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ جنوبی ہند کی جماعتوں میں سے حیدرآباد کی جماعت خدا کے فضل سے ایک بڑی جماعت ہے۔ اور میلوں میں پھیلے ہوئے شہر کے مختلف حصوں میں ہمارے احمدی احباب آباد ہیں۔ عام حالات میں ہر احمدی کے پاس پہنچنا ممکن نہیں مگر اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب اور محترم سیٹھ محمد اقبال صاحب کو کہ انہوں نے حسب ضرورت اپنی اپنی موٹریں ہمارے لئے وقف کر رکھیں اور ہم اس قابل ہوئے کہ ہر احمدی کے گھر پہنچ سکیں۔ یہ دونوں عزیز دوست حیدرآباد کے سارے پروگرام میں اپنے معروف قیمتی اوقات وقف کے ساتھ ہی صرف کرتے رہے۔ اور ہر جگہ وصولیوں اور وعدوں میں بھرپور تعاون دیا۔ اس کے باوجود ۱۶ راکتوبر تک ہم حیدرآباد کا سارا کام ختم نہ کر سکے۔ اور ۱۷ رکو چندر پور کے سفر پر روانہ ہو گئے

چندر پور میں ایک چھوٹی سی جماعت ہے۔ جس کی خصوصیت یہ ہے کہ قریباً ستر سال قبل سنور ریاست پٹیالہ کے ایک مخلص بزرگ حضرت محمد رحمت اللہ صاحب علاقہ دکن میں تشریف لے گئے تھے۔ اور وہ اس دور دراز علاقہ میں جا کر بس گئے وہیں انہوں نے شادی کی اور چندر پور کی جماعت انہی کی اولاد پر مشتمل ہے۔ حضرت محمد رحمت اللہ صاحب

دریں اپنے بھائی محمد ہاشم صاحب وکیل سنوری کے خط سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کا علم ہوا اور انہوں نے قادیان آکر بیعت کی۔

چندر پور کے سفر میں محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد اور مکرم مولوی سراج الحق صاحب ہمارے ہمراہ رہے۔ راستے میں بارش شروع ہو گئی۔ چندر پور پکی سڑک سے دو میل ہٹ کر ہے۔ کچا راستہ تھا۔ کوئی سواری جا نہیں سکتی تھی۔ اس لئے ہم بارش میں بھیگتے ہوئے اور دلدل کیچڑ میں دھنستے ہوئے چندر پور پہنچے۔ احباب سے ملاقات ہوئی اور چندہ وصول کیا۔ واپسی پر راستہ سے ذرا ہٹ کر حضرت رحمت اللہ صاحب رضی کی قبر پر جا کر دعا کی۔ اور کافی رات گئے ہم حیدرآباد واپس پہنچے۔ چندر پور کے اس خاندان کے بیاسی سے زیادہ افراد ہیں جو خدا کے فضل سے سب احمدی ہیں۔

حضرت محمد رحمت اللہ صاحب صحابی کے فرزند مکرم مولوی محمد نعمت اللہ صاحب اس خاندان کے سربراہ بھی ہیں۔ اور جماعت کے صدر بھی۔ انہوں نے وصیت کی ہوئی ہے۔ ہمارے دورہ کے وقت انہوں نے اپنے مکان کا ایک حصہ اپنی وصیت میں بطور ہبہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دینے کے لئے ضمیمہ وصیت تحریر کر دیا ہے جس کی مالیت دو ہزار روپیہ ہے۔ اور حسب ضرورت دار التبلیغ کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

۱۷ ر کو جمعہ حیدرآباد میں پڑھا مکرم چوہدری مبارک علی صاحب نے خطبہ دیا۔ جس میں جماعت کو چندوں کی بروقت ادائیگی اور تربیتی امور پر زور دیا۔ اور احباب کو تلقین کی کہ حیدرآباد کی جماعت جو جنوبی ہند کی جماعتوں میں سے سب سے بڑی جماعت ہے۔ اگر باہمی اتفاق و اتحاد کے ساتھ تبلیغی و تربیتی کام جاری رکھے تو بہت ترقی کر سکتی ہے۔ ۱۸ ر کو بھی چندوں کی وصولی کا کام جاری رہا۔ مقامی عہدیداروں نے چندوں کی وصولی کے سلسلہ میں خدا کے فضل سے پورا تعاون کیا۔

یوں تو حیدرآباد کے قریباً تمام صاحب حیثیت افراد نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ درویش فنڈ میں حصہ لیا لیکن ایک قابل ذکر بلکہ قابل تقلید بات یہ ہے کہ مکرم مسعود احمد صاحب ابن بشیر احمد صاحب مومن منزل حیدرآباد نے درویش فنڈ کے لئے ایک عمدہ طریق اختیار کیا۔ قطع نظر اس کے کہ ان کی مجموعی رقم کس قدر تھی۔ لیکن ان کا طریق بہت قابل قدر تھا۔ اور وہ یہ کہ وہ کافی عرصہ ایک گولک میں کچھ رقم جمع کرتے آ رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ اس گولک میں روزانہ کچھ نہ کچھ ڈال دیتے رہے۔ چنانچہ چند ماہ میں انہوں نے اسی گولک میں ۱۵۵/ روپے جمع کئے تھے۔ بظاہر یہ رقم کم معلوم ہوتی ہے لیکن اس کے پیچھے جو جذبہ اور مرکز سے وابستگی کارفرما ہے وہ قابل تقلید ہے۔ ۱۸ ر کو بھی حیدرآباد میں احباب کے گھروں پر پہنچ کر وصولی کا کام جاری رہا۔

۱۹ ر کو ہمارا وفد چنتہ کنٹہ کے لئے روانہ ہوا۔ اس وفد میں مرکزی کارکنان کے ہمراہ محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب اور محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب اور مکرم مولوی سراج الحق صاحب بھی تھے۔ دونوں سیٹھ صاحبان نے اپنے اہم تجارتی کاروبار کو نظر انداز کر کے اس پورے دورہ میں شریک رہ کر جو تعاون دیا ہے وہ بہت قابل قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو جزائے خیر بخشے۔ اور ان کے مال و اموال میں برکت بخشے۔

چنتہ کنٹہ میں دو روز قیام رہا۔ احباب سے انفرادی ملاقاتیں کی گئیں۔ اسی دوران چنتہ کنٹہ کے مضافات میں دوسری چھوٹی چھوٹی جماعتوں ڈمان اور امر چنتہ وغیرہ کا بھی دورہ کر لیا گیا۔ اور بقایا چندوں کی وصولی کی گئی۔

چنتہ کنٹہ میں جو چیز دیکھ کر ہمیں مسرت ہوئی وہ مسجد احمدیہ کی تعمیر ہے۔ یہ مسجد جو محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب نے جماعت کیلئے اپنے خرچ پر تعمیر کروائی ہے۔ کافی کشادہ بھی ہے اور شاندار بھی۔ مسجد اور میناروں تک بالکل مکمل ہو چکی ہے۔ اور اب صرف نیچے فرش کی تکمیل باقی ہے۔ کام ہو رہا ہے اور امید ہے کہ فروری ۱۹۷۰ء تک کسی وقت تیار ہو جائے گی۔ اس موقعہ پر محترم سیٹھ صاحب موصوف ایک تقریب بطور جلسہ منعقد کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مسجد کی وسعت دیکھ کر سیٹھ صاحب کی وسعت حوصلہ اور دین سے گہری وابستگی کا اندازہ ہوتا ہے۔ کسی ایک شخص کا اتنی بڑی اور شاندار مسجد تعمیر کرنا درحقیقت ایک دینی کارنامہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سیٹھ صاحب کو جزائے خیر دے۔ اور اس مسجد کو اس علاقہ میں احمدیت کی ترقی کا باعث بنائے۔ مسجد ایک عبادت گاہ بھی ہے اور ذریعہ دعوت بھی۔ ان لوگوں کے لئے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالی وسعت بخشی ہے کہ وہ ایسی جماعتوں میں مساجد کی تعمیر کی طرف توجہ دیں جہاں احمدیہ مسجدیں نہیں ہیں۔ اندازہ ہے کہ چنتہ کنٹہ کی مسجد احمدیہ پر محترم سیٹھ صاحب کا ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ کر چکے ہیں۔

۲۱ ر کی صبح کو چنتہ کنٹہ سے روانہ ہو کر شام چار بجے ہمارا وفد کرنول پہنچا۔ راستہ میں محبوب نگر میں چند گھنٹے قیام کر کے مسجد احمدیہ میں احباب سے ملاقات کی۔ رات کرنول میں قیام رہا۔ چندوں کی وصولی ہوئی۔ اور وعدے لئے گئے۔ اگلے روز قبل دوپہر روانہ ہو کر شام کو اڈونی پہنچے۔ ان سب چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں باقاعدہ جلسے منعقد نہیں ہو سکے۔ البتہ انفرادی طور پر احباب کو چندوں میں باقاعدگی اور بقایا چندوں کی ادائیگی کی تلقین کی جاتی رہی۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ بقایا کی رقوم وصول ہوتی رہیں۔

۲۳ ر کو قبل دوپہر اڈونی سے روانہ ہو کر وفد یادگیر پہنچا۔ یہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک بڑی اور فعال جماعت موجود ہے۔ یہاں سب قریباً تمام افراد چندوں میں بہت باقاعدہ اور مرکز سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور یہ حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب رضی کی تربیت کا نتیجہ ہے۔ اور پھر ان کے بعد محترم سیٹھ محمد عبد الحی صاحب مرحوم کے ذاتی اعلیٰ نمونہ اور طویل عرصہ تک تربیت کا نتیجہ ہے۔ مسجد احمدیہ خدا کے فضل سے آباد رہتی ہے اور احباب ساری مرکزی تحریکوں میں والہانہ طور پر حصہ لیتے ہیں۔ یہاں ایک جلسہ کا انتظام بھی کیا گیا تھا جس میں محترم چوہدری مبارک علی صاحب فاضل نے اور وفد کے بعض دوسرے اراکین نے تقریریں کیں۔ چونکہ یہ ایک بڑی جماعت ہے۔ یہاں وصولی چندہ اور وعدہ جات درویش فنڈ کا کام دو روز تک جاری رہا۔ اس کے ساتھ درس بھی بعد نماز مغرب مرکزی نمائندے دیتے رہے۔ ساری جماعت نے خدا کے فضل سے حسب استطاعت تعاون دیا۔ ۲۴ ر کو جمعہ یادگیر میں پڑھا گیا خطبہ جمعہ میں مکرم چوہدری مبارک علی صاحب نے احباب کو مالی قربانیوں میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی تلقین کی اور اپنی ماہانہ آمد کو بجائے گھٹانے کے بلکہ بڑھانے کی نصیحت کی۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس دورہ میں وصولی بقایا، وصولی درویش فنڈ کے علاوہ وفد کے ذمہ تشخیص بجٹ کا اہم کام بھی تھا چنانچہ ہر جماعت میں تمام احباب سے انفرادی طور پر مل کر بجٹ تشخیص کیا جاتا جس کی ایک کاپی جماعت کو دی جاتی رہی اور دوسری مرکز کو ارسال کی جاتی۔ بجٹ کی تشخیص کرتے وقت ان سب کے مالی حالات کا جائزہ لے کر اضافہ بجٹ کی تحریک کی جاتی۔ اس ضمن میں مولوی سراج الحق صاحب بطور انسپکٹر بیت المال تشخیص بجٹ کے لئے تفصیلی طور پر حالات کا جائزہ لے کر اضافہ بجٹ کی تلقین فرماتے رہے۔ چنانچہ مالی سال ۷۰-۶۹ء کے بجٹ میں اس علاقہ کی جماعتوں کا اضافہ بجٹ آٹھ دس ہزار روپیہ تک پہنچ گیا ہے۔

اس کے ساتھ ہی نئی وصیتوں کی تحریک بھی کی جاتی رہی۔ نیز پرانے موصیوں میں سے جن کے ذمہ بقایا زیادہ ہو گیا تھا ان سے بقایا وصول کیا گیا۔ نیز باقاعدہ ادائیگی کی تلقین کی گئی۔ چنانچہ حصہ آمد میں خدا کے فضل سے قریباً آٹھ ہزار روپیہ وصول ہوا۔ اور حصہ جائیداد میں بھی قریباً دو ہزار روپیہ وصول ہوا۔ حصہ جائیداد کی ادائیگی کے لئے ہر جگہ موصیوں کو تحریک کی گئی کہ وہ قسط وار ادائیگی شروع کر دیں۔ چنانچہ بہت سے موصیان نے اس کا وعدہ کیا۔

۲۶ ر کو یادگیر سے روانہ ہو کر شام تیما پور پہنچا۔ رات کو مسجد احمدیہ تیما پور میں جلسہ کا انتظام تھا۔ محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب کی صدارت میں مکرم چوہدری مبارک علی صاحب اور محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب نے تربیتی تقریریں کیں۔ جن میں احباب کو مرکز سے گہری وابستگی اور مرکزی تحریکوں میں حصہ لینے کی تلقین کی گئی۔

یہاں کی جماعت نسبتاً غریب افراد پر مشتمل ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے دینی جذبہ زندہ اور مضبوط ہے۔ جس وقت کہ جب یہاں کے دوستوں سے وصولی کی جا رہی تھی تو ایک ایک دو دو روپیہ کی ریزگاری کی وصولی کو محترم سیٹھ صاحبان حیرت اور تعجب سے دیکھ رہے تھے۔ بعد میں میں نے سیٹھ صاحبان سے عرض کی کہ آپ اس چھوٹی چھوٹی وصولی کو حیرت سے دیکھ رہے تھے لیکن غریب جماعت کی یہی وصولی تو ہے جو مجموعی طور پر بجٹ کی شکل میں ہر سال جمع ہوتی ہے اور پھر لاکھوں کا بجٹ بنانے کا موجب ہوتی ہے۔ دیکھنے کی اصل چیز رقم نہیں اور نہ رقم کی تعداد بلکہ وہ جذبہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت میں پیدا کیا ہے۔

تیما پور سے اگلے روز ۲۷ ر کو روانہ ہو کر رات نو بجے وفد ہبلی پہنچا۔ ہبلی کی جماعت نے ۲۸ ر کی رات کو پبلک جلسہ کا انتظام کر رکھا تھا جس کے لئے انہوں نے بڑے بڑے پوسٹر سارے شہر میں لگائے ہوئے تھے اور ہینڈ بل بھی تقسیم کئے تھے۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق رات کو جلسہ منعقد ہوا۔

جن کی صدارت محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب نے کی۔ چونکہ انہی ایام میں جماعت کے مخالفین کی طرف سے بعض غلط عقائد جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کئے گئے تھے۔ اس لئے ہمارے مقررین نے ان غلط عقائد کی تردید کرتے ہوئے جماعت کے صحیح عقائد پیش کئے۔ مکرم مولوی سراج الحق صاحب کی تقریر کے بعد چوہدری مبارک علی صاحب نے ایک مؤثر اور پُرجوش تقریر کی جس میں مخالفین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہمارے عقائد خدا کے فضل سے وہی ہیں جو حقیقی اسلام کے ہیں۔ لہٰذا ہمارے ساتھ انہی عقائد پر بحث ہونی چاہیئے جو خود ہم بیان کریں نہ کہ وہ عقائد جو مخالفین غلط طور پر ہم سے منسوب کریں۔

وصولی چندہ جات اور تشخیص بجٹ کے بعد ہمارا وفد ۹ ار کی صبح کو دس بجے شیموگہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ اور شام چار بجے شیموگہ پہنچا۔ شیموگہ میں دو روز قیام رہا۔ یہاں کے ایک بہت مخلص دوست مکرم میر عبد الجلیل صاحب سیکرٹری مال حال ہی میں وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مقامی جماعت کے لئے ان کی وفات ایک گہرا صدمہ ہے۔ چنانچہ وفد کے ارکان نے ان کے گھر جا کر مرحوم کے فرزندوں اور مرحوم کی اہلیہ سے تعزیت کی اور صبر کی تلقین کی۔ اس سے قبل شیموگہ کے مکرم ایس کے عبد الرزاق صاحب تین چار سال ہوئے وفات ہو چکے ہیں۔ یہ بھی اپنے اخلاص اور مرکز سے گہری وابستگی کے باعث جماعت کے لئے ایک نمونہ تھے۔ ان دونوں بزرگوں کی وفات سے مقامی جماعت کو بہت زیادہ صدمہ پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کی اولادوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ شیموگہ جماعت کے صدر مکرم سیٹھ بدارہ صاحب سلسلہ کے لئے جوش اور جذبہ رکھتے ہیں۔ ان کے والد محترم میر کلیم اللہ صاحب جو اس وقت ۸۴ سال کی عمر کو پہنچ چکے ہیں اور مقامی جماعت کے لئے برکت اور تقویت کا حکم رکھتے ہیں۔ اپنے زمانہ میں بڑے ہی پُرجوش اور بارسوخ احمدی تھے۔ اور سلسلہ کی خدمت میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ یہ اس قدر باہمت آدمی ہیں کہ ۸۰ سال کی عمر تک سائیکل پر سواری کرتے رہے۔ لیکن اب بینائی سے محروم ہو چکے ہیں۔ لیکن جوش کا عالم وہی ہے۔ سلسلہ کی روایات بیان کرتے وقت ان کا جذبہ قابل دید ہوتا ہے۔

یہاں جماعت احمدیہ کی مسجد معمولی اور خستہ تھی لیکن مقامی جماعت نے کافی ہمت سے کام لے کر اسے مسجد کو نئی شاندار عمارت کی شکل دیدی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو بہترین جزاء بخشے۔ آمین۔

شیموگہ میں دو روز تک وصولی چندہ جات کا کام جاری رہا۔ اسی دوران میں ہمارا وفد ساگر بھی گیا اور وہاں سے بقایا وصول کیا۔ ساگر میں بھی ایک قابل قدر اور قابلِ تقلید نظارہ نظر آیا۔ جب ایک دوست نے اپنے بچے سے اپنی چھوٹی سی صندوقچی منگوائی جس میں تین سالہ بچے نے چندے کی رقم جمع کر رکھی تھی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ دراصل یہی وہ عمر ہوتی ہے کہ بچوں کو مرکز سے وابستگی اور چندوں کی ادائیگی کا سبق دیا جاتا ہے۔

۲۱ر کی صبح کو ہمارا وفد بنگلور کے لئے روانہ ہو گیا۔ اور دوپہر کو بنگلور پہنچا۔ اس روز جمعہ تھا۔ چنانچہ محترم بی۔ ایم۔ عبد الرحیم صاحب کے مکان پر اسی وقت پہنچ کر نماز جمعہ ادا کی۔ خطبہ محترم چوہدری مبارک علی صاحب نے دیا۔ جس میں وفد نے دورہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے احباب کو مرکزی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین کی۔ اور ساتھ ہی مقامی جماعت کے بعض افراد کے درمیان جو رنجش پائی جاتی ہے اسے دور کر کے باہمی اتفاق و اتحاد کی نصیحت فرمائی۔ یہاں کے بعض افراد کے درمیان کچھ اتنی منافقات تھے جن کی سمجھوتی کرانے کا کام مرکز کی طرف سے محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب کے سپرد کیا گیا تھا۔ چنانچہ سیٹھ صاحب موصوف نے اپنے دو روزہ قیام کے دوران فریقین سے مل کر سمجھوتی کی پوری کوشش کی۔

وصولی چندہ جات و بقایا۔ وعدہ جات درویش فنڈ اور بجٹ کی تشخیص کے بعد ہمارا وفد بنگلور سے ۲۳ر نومبر کو صبح سویرے روانہ ہو کر شام کو ۵ بجے حیدر آباد پہنچ گئے۔

طویل سفر کی تکان کو دور کرنے کے بعد ۲۴ر کو حیدر آباد کا باقیماندہ کام شروع کیا گیا۔ اور ۲۶ر تک اسے ختم کر لیا گیا۔ اور ۲۷ر کو مرکزی نمائندگان کا وفد حیدر آباد سے روانہ ہو کر ۲۸ر کو دار الامان واپس پہنچ گیا۔ الحمد للہ

جنوبی ہند کی جماعتوں کے وہ تمام افراد اور عہدیداران جنہوں نے ہمارے ساتھ ہر طرح تعاون فرمایا ہمارے دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے جزائے خیر بخشے۔ محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت حیدر آباد اور محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر ہمارے خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اپنے ذاتی ...

حاصلِ مطالعہ

حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ میں مراد مخصوص نبوت ہے

از مکرم محمد اسحاق صاحب تنویر ایم۔ اے (عربی) حیدر آباد دکن

علمائے اسلام کو چاہیئے کہ کم از کم اب تو اپنی خدا ترسی اور اسلام دوستی کا ثبوت دیتے ہوئے ضد و تعصب کو محض للہ ترک کر کے ہمارے دوش بدوش خدمتِ اسلام کے لئے مستعد ہو جائیں۔ کیونکہ کوئی ڈیڑھ سو برس سے متفقہ اعتراف ضرورت زمانہ کے باوجود جو تھے آسمان نے کسی عیسیٰ ابن مریم کو بجسدِ عنصری واپس نہ بھیج کر اور نہ ہی کسی پوشیدہ مہدی موعود کو اپنے کسی غار سے باہر نکال کر تمام ضدی و تعصبی علماء کی ہر مخالفانہ حجت کو عملاً بے بنیاد بنا دیا ہے۔ اور فیصلہ کن طور پر فَجَعَلَهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ کا مصداق کر کے رکھ دیا ہے۔ ان باتوں کی تفاصیل سے قطع نظر یہ مختصر نوٹ یہ ظاہر کرنے کے لئے سپرد قلم کیا گیا ہے کہ دیگر متعدد علماء کی طرح مولانا عبد الحق صاحب محدث دہلوی جیسے جلیل القدر عالم و محدث نے بھی تحریری شہادت اس بات پر چھوڑی ہے کہ حدیث "لا نبی بعدی" میں لائے نافیہ جنس لا کر نبوت کی نفی کے باوجود صرف مخصوص نبوت (یعنی شرعی نبوت) ہی مراد ہو رہا ہے۔ اسی طرح جیسے کہ حدیث "لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ" میں لائے نافیہ جنس لا کر مطلقہ ہجرت کی بالکلیہ نفی کے باوجود صرف مخصوص ہجرت (یعنی مکے سے مدینے کی طرف) ہی مراد ہے اور اس کے علاوہ جو ہجرت ہے وہ ہمیشہ باقی ہے۔ چنانچہ مولانا مرحوم "منہاج النبوۃ" نامی ترجمہ کتاب "مدارج النبوۃ" میں صاف تحریر فرماتے ہیں:

"اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت ہمیشہ باقی ہے اور مراد اس قول سے جو فرمایا لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ یعنی ہجرت نہیں فتح کے بعد ہجرت مخصوص ہے کہ مکے سے طرف مدینے کے کرتے تھے۔ اور درحقیقت ہی مہاجر وہ شخص ہے جس نے ہجرت کی اس سے جو منع کی ہے حق تعالیٰ نے یعنی منہیات سے" (منقولہ از منہاج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۷۲ یہ کتاب راقم الحروف کے ذاتی کتب خانے میں موجود ہے)

مولانا عبد الحق صاحب محدث مرحوم کا منشاء رجب اللمعات انس ضمن میں ہے کہ لا ہجرۃ بعد الفتح فرمانے کے باوجود افصح العرب اکرم الناس صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء یہ ہرگز نہ تھا کہ لائے نافیہ جنس استعمال کر کے ہجرت کو کلیۃً ممنوع یا ختم قرار دے دیں۔ بلکہ صرف اور صرف اس مخصوص ہجرت کے خاتمے کی طرف اشارہ تھا جو فتح مکہ سے قبل وقتاً فوقتاً وقوع پذیر ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ فتح مکہ کے بعد آنحضور نے اصحاب الصفہ میں سے ایک صحابی عبد اللہ نامی کو "حب جر" کے وصف سے موصوف کیا۔ لہٰذا فتح مکہ کے بعد بھی ہجرت جائز اور جاری ہے۔

اب قارئین خود غور فرمائیں کہ کس صفائی سے مولانا نے "لا نبی بعدی" میں صرف نبوتِ مخصوصہ (یعنی شرعی نبوت) کی نفی پر اپنی طرف سے تحریری شہادت محفوظ کر دی ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار

۴۔ کاموں اور سکار در بار کو پس پشت ڈال کر سلسلہ کے مفاد کے لئے اس اہم دورہ میں ہمارے ساتھ رہ کر اور پھر بعد ازاں دیگر دورہ کو کامیاب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کے مال و اخلاص میں برکت بخشے۔

بدر کی اعانت
ہر
مخلص احمدی
کا
جماعتی فرض ہے

وصایا!

نوٹ:— وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی وصیت پر کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر ہذا کو تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اندر اطلاع دے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۳۶۵۸۔ محمد نعمت اللہ ولد محمد رحمت اللہ صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ زراعت عمر ۶۵ سال پیدائشی احمدی ساکن چنداپور ڈاک خانہ تانڈور والی ضلع نظام آباد صوبہ آندھرا پردیش۔

میری جائیداد حسب ذیل ہے۔

(۱) بارہ ایکڑ زرعی زمین واقعہ چنداپور تعلقہ کاماریڈی۔ ضلع نظام آباد جس کی موجودہ بازاری قیمت تقریباً دس ہزار روپیہ ہے۔

(۲)۔ اس کے علاوہ میرا ایک پختہ مکان واقع چنداپور میری ذاتی ملکیت ہے۔ جس کا رقبہ شمال و جنوب ۱۹۔ گز اور مشرق و مغرب ۱۷۔ گز ہے۔ اس مکان کے مشرق میں آبادی ہے باقی تینوں اطراف کھیتی ہے۔ اس کی موجودہ بازاری قیمت دس ہزار روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ میری کوئی اور جائیداد نہیں۔ میں اپنی مذکورہ بالا جائیداد کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ہوگی اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ سوائے اس کے کہ حصہ جائیداد میں اپنی زندگی میں ادا کر دوں۔ اس سلسلہ میں یہ صراحت کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ اپنے مذکورہ مکان کا ایک حصہ جو ایک دیوان خانہ پختہ ایک پختہ صحن پر مشتمل ہے۔ ۹ گز مشرق مغرب اور ۱۱۔ گز شمال جنوب میں ہے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں وصیت کرتا ہوں۔ اس حصہ کی کل موجودہ بازاری قیمت دو ہزار روپیہ ہے۔ جو میری کل جائیداد کا $\frac{1}{10}$ حصہ کی قیمت ہو جاتی ہے۔

علاوہ ازیں مجھے ماہوار کوئی آمدنی نہیں۔ البتہ زراعت کے ذریعہ سے سالانہ ایک ہزار روپیہ کی آمد ہو جاتی ہے۔ میں اس آمد کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

العبد محمد نعمت اللہ احمدی ۱۶ اکتوبر ۶۶ء۔ گواہ شد محمد عظمت اللہ ولد محمد نعمت اللہ صاحب موصی۔ گواہ شد۔ محمد عمر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ولد محمد ابراہیم صاحب احمدیہ جوبلی ہال افضل گنج حیدرآباد۔

★ —— میں نے وصیت کی ہوئی ہے۔ میری وصیت کا نمبر ۱۳۶۵۸ ہے۔ میں اپنی اس وصیت کے سلسلہ میں یہ ضمیمہ وصیت تحریر کرتا ہوں میں نے اپنی سابقہ وصیت نمبر ۱۳۶۵۸ میں جو جائیداد تحریر کی ہوئی ہے اس کی قیمت بیس ہزار (۲۰۰۰۰) روپے ہے اور وصیت $\frac{1}{10}$ حصہ کی ہے۔ میں اپنی جائیداد کا $\frac{1}{10}$ حصہ ادا کرنے کے لئے اپنے رہائشی مکان کا ایک حصہ جس کی قیمت اندازاً دو ہزار روپیہ ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کے نام ہبہ کرتا ہوں۔ اس موہوبہ مکان کا حدود اربعہ اور رقبہ یہ ہے:-

(۱) شمال میں میرا رہائشی مکان ہے۔ (۲) جنوب میں شارع عام ہے۔ (۳) مشرق میں میری ملکیتی زمین ہے۔ اور اس سے مشرق میں مکان غلام محمد صاحب (۴) مغرب میں میرا ملکیتی مکان ہے۔ اس موہوبہ مکان کی مکانیت یہ ہے۔ ایک کمرہ ۳۱ فٹ × ۱۰ فٹ اس کمرے میں بطرف مغرب ایک دروازہ اور چار کھڑکیاں ہیں۔ ایک برآمدہ ۳۱ فٹ × $5\frac{1}{2}$ فٹ۔ ایک صحن ۳۲ فٹ × ۱۸ فٹ۔ صحن کا دروازہ جنوب کی طرف ہے۔ اگر میرے ورثاء میری وفات کے بعد دو ہزار روپیہ نقد ادا کر دیں تو یہ مکان میرے ورثاء حقداران کے پاس ہی رہنے دیا جائے۔

العبد نعمت اللہ موصی ۶۹-۱۰-۱۶۔ گواہ شد محمد رحمت اللہ ولد غلام محمد ساکن چنداپور ضلع نظام آباد۔ ۶۹-۱۰-۱۶ گواہ شد محمد ہدایت اللہ ولد محمد نعمت اللہ موصی ساکن چنداپور ضلع نظام آباد۔ ۶۹-۱۰-۱۶

ولادت:— قادیان ۲۴ر نومبر۔ مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب درویش ریڈیو میکر کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آج چوتھا فرزند عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ عزیز نومولود کو نیک۔ صالح اور خادم دین بنائے اور عمر دراز کرے آمین۔

(ایڈیٹر)

احمدیہ کیلنڈر ۱۳۴۹ ہجری شمسی

بمطابق سنہ ۱۹۷۰ء عیسوی

احباب اور جماعتوں کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان سے سال آئندہ ۱۳۴۹ ہجری شمسی (بمطابق ۱۹۷۰ء) کا کیلنڈر ۲۰ × ۳۰ کے سائز میں عمدہ کاغذ اور تین جاذب نظر رنگوں پر مشتمل جلد شائع کیا جا رہا ہے۔ اس کی قیمت ۶۰ پیسہ علاوہ محصول ڈاک ہے۔ ابھی سے اپنے آرڈر بھیج کر کیلنڈر ریزرو کروالیں۔ کیلنڈر مندرجہ ذیل خصوصیات کا حامل ہوگا۔

۱۔ جلی حروف میں آیت قرآنی کیلنڈر کو روشن کر رہی ہوگی۔
۲۔ آیت کے نیچے دنیا کا نقشہ ہوگا جس میں احمدیہ مشنوں و مساجد و سکولز وغیرہ کی نشاندہی ہوگی۔
۳۔ نقشہ کے دائیں طرف منارۃ المسیح دکھایا جائے گا۔
۴۔ کیلنڈر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے اقتباسات ہوں گے۔
۵۔ کیلنڈر میں تمام دنیا کے احمدی مشنوں۔ مساجد۔ تراجم قرآن مجید۔ اخبارات کی تفصیلات ہوں گی۔
۶۔ کیلنڈر میں تاریخیں انگریزی حروف میں درج کرکے تمام علاقوں کے لئے یکساں فائدہ مند بنایا جائے گا۔
۷۔ سال آئندہ میں جو تعطیلات منعقد ہوں گی ان کا بھی ذکر کیا جائے گا۔
۸۔ کیلنڈر کے اوپر نیچے مضبوط ٹین کی پتریاں لگی ہوں گی تا کیلنڈر دیر تک کارآمد رہے۔
۹۔ کیلنڈر کی قیمت ان سب خصوصیات کے باوجود ساٹھ پیسے (60 P.) رکھی گئی ہے۔ جلسہ سالانہ پر آنے والے احباب اور جماعتیں قادیان پہنچ کر کیلنڈر حاصل کرلیں۔ اس طرح اخراجات ڈاک کی بچت رہے گی۔

مساجد کے آداب

مساجد۔ نماز۔ ذکر الٰہی۔ تلاوت قرآن کریم و دیگر دینی مشاغل کے لئے وقف ہوتی ہیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بحیثیت ناظر تعلیم و تربیت "مساجد کے آداب" کے عنوان سے ایک چارٹ سنہ ۱۹۳۶ء میں مساجد میں آویزاں کرنے کے لئے شائع کروایا تھا۔ جس میں مساجد میں داخل ہونے اور مساجد میں وقت کس رنگ میں گذارنا چاہیئے اور مساجد سے باہر نکلنے کے آداب کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں تشریح فرمائی گئی ہے۔ اسے نظارت دعوت و تبلیغ قادیان نے دوبارہ شائع کرایا ہے۔ احباب اپنی جماعت کی مساجد کے لئے نظارت سے منگوالیں۔ اور چوکھٹے میں شیشہ لگا کر فٹ کرکے مساجد میں آویزاں کریں۔ تاکہ احباب جماعت ان آداب کو پیش نظر رکھیں۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آنے والی جماعتیں اپنے ساتھ لے جا سکیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ولادت:— اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۷ر اخاء (اکتوبر) ۱۳۴۸ ہش بروز جمعۃ المبارک خاکسار کے ہاں چوتھا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومولود کا نام ازراہ شفقت "مسرور احمد" تجویز فرمایا ہے۔ احباب کرام دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ خادم دین بنائے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے آمین۔

خاکسار مسعود احمد انیس واقف زندگی قادیان دارالامان۔

اداریہ — بقیہ صفحہ (۲)

کے قطروں سے بھی زیادہ کثرت کے ساتھ نازل ہوتی رہتی ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں اپنے نیک بندوں میں شامل کرے۔ ہماری کمزوریوں کو ڈھانپ لے ہماری خطاؤں کو معاف کر دے۔ ہمارے گناہوں کو بخش دے۔ ہمیں اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے۔" آمین۔

(بدر ۲۳ر اکتوبر ۱۹۶۹ء)

سندری (دھنباد) صوبہ بہار کے ایک اجتماع میں

احمدی مبلغ کی تقریر

سندری صوبہ بہار میں ایک مشہور جگہ ہے۔ جہاں کھاد کا ایک بڑا کارخانہ ہے۔ وہاں کے ہندو اور سکھ دوستوں نے گورو نانک دیوجی کی پانچ سو سالہ برسی مشترکہ طور پر منانے کا فیصلہ کیا۔ اور ایک تقریب مورخہ ۱۰ر نومبر کو رکھی۔ اس اجتماع میں تقریر کرنے کے لئے کلکتہ سے خاکسار اور جناب پروفیسر ہیرالعل چوپڑہ کو وہاں کی مجلس منتظمہ نے دعوت دی۔ چنانچہ ہم ۱۰ر نومبر کی صبح کو کلکتہ سے روانہ ہوئے۔ اور قریباً ایک بجے وہاں پہنچ گئے۔ یہ مقام کلکتہ سے ۲۸۰ کلو میٹر ہے شام کو ساڑھے چھ بجے ایک بڑے ہال "کلیان کیندر شہر پورہ" میں یہ تقریب زیر صدارت شری جے۔ ایس گریوال منعقد ہوئی۔ جس کا افتتاح شری بی۔ کے کھنہ نے کیا۔ اس اجتماع میں خاکسار نے حضرت بابا نانک جیؒ کی سیرت و سوانح اور تعلیمات پر آدھ گھنٹہ تقریر کی۔ اور حضرت بابا نانکؒ کے بارہ میں حضرت بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیمات کو پیش کیا۔ حضرت باباصاحبؒ کا نمونہ پیش کرتے ہوئے سکھ مسلم اتحاد کو مضبوط و خوشگوار بنانے کی تلقین کی۔ بفضلہ تعالےٰ اس تقریر کو پسند کیا گیا۔

نیز اپنے ساتھ اس تقریب کے پیش نظر اردو۔ انگریزی۔ ہندی اور گورمکھی میں لٹریچر لے گیا تھا جو اس موقعہ پر تقسیم کیا گیا۔ مجلس منتظمہ نے ہمارے قیام و طعام و آرام کا ہر طرح خیال رکھا فجزاھم اللہ احسن الجزاء اور مورخہ ۱۱ر نومبر کو ہم واپس کلکتہ آ گئے۔

خاکسار: شریف احمد امینی
انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ۔

صدقہ سے متعلق ایک اہم ارشاد

"خدا تعالیٰ پر توکل سب سے اہم چیز ہے۔ جو کچھ خدا کر سکتا ہے بندہ نہیں کر سکتا۔ خدا تعالےٰ سے دعائیں کرتے رہو۔ کہ وہ ایسا رستہ کھول دے جس سے آپ کی اور جماعت کی تکلیفیں دور ہوں۔ اس میں سب طاقتیں ہیں۔ جہاں بندے کی عقل نہیں پہنچتی وہاں اس کا علم پہنچتا ہے۔ خواہ ایک ٹکڑا ہو۔ صدقہ بہت دیا کرو۔ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جہاں دعائیں نہیں پہنچتیں وہاں صدقہ بلاؤں کو رد کر دیتا ہے۔"

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہٗ کا مندرجہ بالا ارشاد جماعت کی موجودہ مشکلات اور ترقی کے راستہ میں روکاوٹوں کے پیش نظر ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اور جماعت کے ہر مخلص دوست کا فرض ہے۔ کہ وہ حضور اقدس رضی اللہ عنہٗ کے اس ارشاد کی اہمیت کا پوری طرح احساس کرتے ہوئے کثرت سے صدقہ دینا شروع کر دے۔

زکوٰۃ

(۱) "زکوٰۃ" اسلام کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہے۔
(۲) ہر صاحب نصاب پر اس کی ادائیگی فرض ہے۔
(۳) کوئی دوسرا چندہ "زکوٰۃ" کا قائم مقام تصور نہیں کیا جا سکتا۔
(۴) "زکوٰۃ" مومنوں کے مال کو پاک کرتی ہے۔
(۵) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے ارشاد کی رو سے "زکوٰۃ" کی تمام رقوم مرکز میں آنی چاہئیں۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

ضروری اعلان

نظارت ہذا کے تعلیمی ادارہ جات (تعلیم الاسلام ہائی سکول و نصرت گرلز ہائی سکول قادیان) کے لئے بی۔ اے۔ بی ایڈ اور جے۔ بی۔ ٹی معلمین و معلمات کی چند آسامیاں خالی ہیں جنہیں علی الترتیب ۱۸۰-۱۰-۲۵۰-۱۵-۳۱۰/۴۰۰ اور ۱۰۰-۴-۱۴۰-۶-۲۰۰-۷-۲۳۵ روپے کا گریڈ دیا جائے گا۔

دین کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے اور مرکز احمدیت میں رہائش کی سعادت کے خواہشمند ٹرینڈ گریجوایٹ اساتذہ اور استانیوں کے لئے بہترین موقعہ ہے۔ ضرورت مند احباب درخواستیں مع نقول سندات جلد از جلد دفتر نظارت ہذا کو بھجوا دیں۔

المشتھر
ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان

خط و کتابت کرتے ہوئے اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر کیجئے۔
(مینیجر بدر)

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قصبہ یا شہر سے کوئی پرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔
پتہ نوٹ فرمالیں

آٹو ٹریڈرز ۱۶ منگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA—1

تار کا پتہ "Autocentre"　فون نمبرز 23—1652 / 23—5222

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں

مختلف اقسام، دفاع۔ پولیس۔ ریلوے۔ فائر بریگیڈ۔ ہیوی انجینئرنگ۔ کیمیکل انڈسٹریز مائنز۔ ڈیریز۔ ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتی ہیں۔

گلوب ربڑ انڈسٹریز

★ آفس و فیکٹری: ۱۰۔ پربھورام سرکار لین کلکتہ ۱۵　فون نمبر ۳۲۷۲-۲۴
★ شو روم: ۱۳۱ تورجیت پور روڈ کلکتہ ۱　فون نمبر ۰۴۰۱-۲۴
★ تار کا پتہ: گلوب ایکسپورٹ "Globe Export"

درخواست دعا

بیگم صاحبہ جناب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا خط آیا ہے کہ "میں بیمار رہتی ہوں اور میرا بچہ مرزا منیر احمد صاحب آجکل بہت پریشان ہے۔ خدا تعالےٰ ان کی پریشانیوں کو دور فرمائے اور مجھے کامل صحت دے۔"

جملہ بزرگان و احباب جماعت سے خصوصی اور دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے آمین۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان دارالامان